ماہنامہ نصرۃ العلوم، اکتوبر ۲۰۲۲ء

[جلد ۲۷، شمارہ ۱۰]

::: فہرست :::

عنوانات	رشحات قلم	صفحہ
۱۔ حالات وواقعات	مولانا زاہد الراشدی	۲
۲۔ انبیاءؑ کا مشن اور اس کے تقاضے	مولانا صوفی عبد الحمید خان سواتیؒ	۵
۳۔ شوقِ مطالعہ	مولانا محمد فیاض خان سواتی	۱۷
۴۔ سیرت نبویؐ کی جامعیت	مولانا محمد سرفراز خان صفدرؒ	۲۴
۵۔ مسجد سلطان محمد الفاتحؒ کا سنگ بنیاد	مولانا زاہد الراشدی	۳۱
۶۔ ٹرانس جینڈر بل، اسلام اور پاکستان	مولانا محمد فیاض خان سواتی	۳۴
۷۔ قرآن کریم کو خوش الحانی سے پڑھنے کی شرعی حیثیت (۲)	مولانا قاری سعید احمد	۴۴
۸۔ آہ! مولانا ظفر احمد قاسمؒ	مولانا سید اکبر شاہ بخاری	۵۴
۹۔ اسبابِ زوالِ امت	محمد حذیفہ حیدر	۵۶
۱۰۔ گرم جوش تقریریں!	شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندیؒ	۵۸

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

حالات وواقعات --- s --- مولانا زاہد الراشدی
شیخ الحدیث جامعہ نصرۃ العلوم

خواجہ سراؤں کے حقوق کے نام پر ہم جنس پرستی کا فروغ

ٹرانس جینڈر پرسن ایکٹ پر بحث ومباحثہ نے جوصورت حال اختیار کر لی ہے اس کے بہت سے پہلو سنجیدہ توجہ کے مستحق ہیں اور ارباب فکر ودانش کو اس سلسلہ میں بہر حال اپنا کردار ادا کرنا ہوگا۔

یہ قانون ۲۰۱۸ء کے دوران قومی اسمبلی اور سینٹ میں منظور ہوا تھا اور اس وقت سے ملک میں نافذ العمل ہے، اس کا عنوان خواجہ سرا اور اس نوعیت کے دیگر افراد کے حقوق کا تحفظ ہے مگر اس کی جو تفصیلات دھیرے دھیرے سامنے آ رہی ہیں ان پر خود خواجہ سرا بھی چیخ اٹھے ہیں اور گذشتہ دنوں خواجہ سراؤں نے ایک عوامی مظاہرہ کے دوران اس بات پر احتجاج کیا ہے کہ ان کے نام پر ملک میں جو فضا بنائی جا رہی ہے، بالخصوص مسلمانوں کی مذہبی اور تہذیبی اقدار کو نشانہ بنایا جا رہا ہے، وہ اس کی مذمت کرتے ہیں اور اس بات کا اعلان کرتے ہیں کہ وہ اپنے پیچھے ایسے افراد کو چھپنے نہیں دیں گے جو اسلامی احکام وتعلیمات کے خلاف ماحول بنانا چاہتے ہیں۔

خواجہ سرا ہمارے معاشرے کا حصہ ہیں اور تعداد میں کتنے ہی کیوں نہ ہوں وہ ملک کے شہری ہیں، ان میں بہت سے مسلمان ہیں اور خواجہ سرا سب کے سب ملک کے دیگر شہریوں کی طرح حقوق وتحفظ کے برابر حقدار ہیں، مگر وہ کوئی الگ جنس نہیں ہیں بلکہ نابینا، گونگے اور بہرے افراد کی طرح معذور لوگوں میں شمار ہیں، انہیں ایک معذور طبقہ کے طور پر ان کے حقوق ومفادات کی بات ہوسکتی ہے اور ہونی چاہیے مگر انہیں مرد اور عورت سے الگ جنس قرار دے کر بلکہ ان کے ساتھ ایک دو مزید جنسوں کا اضافہ کر کے اس قانون میں معاشرتی خلفشار اور جنسی بے راہ روی کو فروغ دینے کی جو کوشش کی گئی ہے اسے کسی طور پر بھی قبول نہیں کیا جا سکتا جبکہ اس قانون میں ہر شہری کو یہ حق دیا گیا ہے کہ وہ جسمانی کیفیت کچھ بھی ہونے کے باوجود خود کو مرد یا عورت یا ان سے ماورا کوئی جنس قرار دے کر نادرا کو اس حیثیت سے اپنی رجسٹریشن کی درخواست دے سکتا ہے اور نادرا اس بات کی پابند ہے کہ وہ

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

درخواست کے مطابق کسی انکوائری یا چیک اپ کے بغیر رجسٹرڈ کر کے اس کو شناختی کارڈ جاری کرے۔

اس سے دینی وقانونی حلقوں میں جو سوالات کھڑے ہوئے ہیں ان میں ایک تو یہ ہے کہ اس طرح خواجہ سراؤں کو مرد اور عورت سے الگ ایک جنس قرار دیا گیا ہے جس کی شرعاً اور قانوناً گنجائش نہیں ہے، دوسرا یہ کہ کوئی مرد اس قانون کے مطابق خود کو عورت رجسٹرڈ کروا کر عورت کا شناختی کارڈ حاصل کر لے اور پھر کسی مرد سے شادی کر لے تو اس قانون کی رو سے وہ شادی جائز ہوگی جو ہم جنس پرستی کی بدترین شکل ہوگی، جس کی قرآن کریم نے مذمت کی ہے اور اسے صراحتاً حرام کاری قرار دیا ہے جبکہ تیسرا سوال یہ سامنے آیا ہے کہ کوئی عورت خود کو مرد کے طور پر رجسٹرڈ کروا کے اس کے مطابق شناختی کارڈ حاصل کر لے تو وہ وراثت میں جس حصہ کی حقدار قرار پائے گی وہ قرآن کریم کے صریح حکم کے خلاف ہوگا، اس کے علاوہ اور بھی تحفظات ہیں جن کا دینی وقانونی حلقوں کی طرف سے مسلسل اظہار کیا جا رہا ہے۔

اس پس منظر میں یہ قانون جب تمام دینی حلقوں کے نزدیک قرآن وسنت اور شریعت اسلامیہ سے متصادم قرار دیا جا رہا ہے تو دستور پاکستان کے بھی منافی ہے کیونکہ دستور میں صراحتاً اس بات کی ضمانت دی گئی ہے کہ ملک میں قرآن وسنت کے منافی کوئی قانون نافذ نہیں ہوگا۔

چنانچہ ملک بھر میں اس قانون کی منسوخی اور اس کے متبادل قرآن وسنت کے مطابق قانون نافذ کرنے کا مطالبہ زور پکڑ رہا ہے جس کا وفاقی حکومت نے نوٹس لیا ہے اور گذشتہ دنوں وفاقی وزیر قانون کے ایک پریس کانفرنس میں انہوں نے عندیہ دیا ہے کہ قانون پر نظر ثانی ہو رہی ہے۔

اس وقت صورتحال یہ ہے کہ سینٹ آف پاکستان میں جماعت اسلامی کے سینیٹر جناب مشتاق احمد نے اس سلسلہ میں ایک ترمیمی بل پیش کر رکھا ہے اور جمعیۃ علماء اسلام کے سینیٹر مولانا عطاء الرحمٰن نے اس قانون کی منسوخی اور متبادل قانون لانے کی قرارداد جمع کرا دی ہے، تمام دینی مکاتبِ فکر کے مشترکہ علمی فورم ملّی مجلس شرعی پاکستان نے گذشتہ دنوں لاہور میں راقم الحروف کی زیر صدارت ایک مشترکہ اجلاس میں اس قرارداد اور ترمیمی بل کی حمایت کا اعلان کیا ہے اور ملک بھر کے تمام مکاتب فکر اور طبقات سے اپیل کی ہے تاکہ وہ ان کی حمایت میں بھرپور آواز اٹھائیں جبکہ پاکستان شریعت کونسل لاہور کے زیر اہتمام چوبیس ستمبر کو آسٹریلیا مسجد لاہور میں بزرگ عالم دین مولانا عبدالرؤف ملک کی زیر صدارت منعقدہ ''علماء سیمینار'' میں حکومت سے مطالبہ کیا گیا ہے کہ اسلامی

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

نظریاتی کونسل اور دینی قیادتوں کو اعتماد میں لے کر اس قانون کو قرآن سنت اور دستور کے مطابق بنانے کے فوری اقدامات کیے جائیں، اس کے علاوہ اس قانون کو وفاقی شرعی عدالت میں بھی چیلنج کیا جا چکا ہے۔

ان حالات میں ملک کے تمام دینی حلقوں و مراکز، وکلاء، تاجر حضرات، ڈاکٹر صاحبان اور دیگر تمام طبقات کے راہنماؤں سے گذارش ہے کہ وہ اپنے خاندانی نظام اور دینی وتہذیبی اقدار وروایات کے تحفظ کی اس جدوجہد میں خاموش تماشائی نہ رہیں بلکہ اسے اپنا دینی وقومی فریضہ سمجھتے ہوئے اس میں شریک ہو کر مؤثر کردار ادا کریں تاکہ ہم قرآن وسنت کے احکام وقوانین، دستور کی پاسداری اور مسلم تہذیب وثقافت کے تحفظ میں اپنا فریضہ صحیح طور پر سرانجام دے سکیں۔

وفیات

(۱) ''عزیز القدر مولانا احسان احمد الحسینی سلمہ اللہ تعالیٰ آف ڈسکہ، سیالکوٹ، فاضل جامعہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ سندھ میں سیلاب زدگان کی اعانت ونصرت فرما رہے تھے، اور عدم موجودگی میں آپ کی اہلیہ عزیزہ کی ناگہانی وفات اور اس سے قبل پے درپے صدمات پر انتہائی دلی صدمہ ہوا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

ان للّٰہ ما اعطیٰ و لہ ما اخذ و کل شیء عندہ باجل مسمی۔

آج جامعہ نصرۃ العلوم میں جمعہ کے اجتماع کے موقع پر ان کے لئے دعاء مغفرت کی گئی ہے۔

اللہ کریم آپ کو اس جانکاہ صدمہ پر صبر وحوصلہ سے نوازے، مرحومہ کی آخرت کی جملہ منازل آسان فرمائے اور جنت الفردوس میں جگہ عطاء فرمائے، آمین بحرمۃ سید المرسلین۔

ازاحقر محمد فیاض خان سواتی، گوجرانوالہ۔"

(۲) جامع مسجد نور کے ہمسائے حاجی اللہ لوک مرحوم کی اہلیہ اور حبیب عرف کالا کی والدہ محترمہ گزشتہ ماہ انتقال فرما گئی ہیں، ان کی نماز جنازہ جامع مسجد نور میں ادا کی گئی۔

☆ قارئین کرام ان تمام وفات پانے والے خواتین وحضرات کیلئے اللہ رب العزت کے حضور دعا فرمائیں کہ وہ ان کی غلطیوں کو درگزر فرما کر جنت الفردوس میں جگہ نصیب فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل سے نوازے، آمین۔

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

خطبہ جمعۃ المبارک (غیر مطبوعہ)　--- s ---　مولانا صوفی عبدالحمید خان سواتیؒ
بانی جامعہ نصرۃ العلوم

انبیاء علیہم السلام کا مشن اور اس کے تقاضے

اَلْـحَـمْـدُ لِـلّٰـهِ وَكَـفٰـى وَسَلَامٌ عَـلٰـى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى،اَمَّا بَعْدُ، فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِo بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِo

وَجَـعَـلْـنٰهُـمْ اَئِـمَّةً يَّهْـدُوْنَ بِـاَمْـرِنَا وَاَوْحَيْنَا اِلَيْهِمْ فِعْلَ الْخَيْرٰتِ وَاِقَامَ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَآءِ الزَّكٰوةِ وَكَانُوْا لَنَا عَابِدِيْنَ o (الانبیاء۔۷۳)

بعثتِ انبیاءؑ کا مشن

محترم حاضرین و برادرانِ اسلام! اس وقت میں نے آپ کے سامنے سورۃ الانبیاء کی ایک آیت کریمہ تلاوت کی ہے، جس میں اللہ تعالیٰ نے تمام انبیائے کرامؑ کی حیثیت، ان کا مقام و مرتبہ اور ان کے مشن اور کام کا ذکر فرمایا ہے کہ اللہ کے نبی دنیا میں آکر کیا کام کرتے تھے، چونکہ سارے انبیاء علیہم السلام کا سلسلہ آپس میں مربوط ہے، اس لئے تمام انبیاء اور رسولوں پر ایمان لانا ضروری ہے اور کسی ایک نبی کا انکار بھی تمام انبیاء کے انکار کے مترادف ہے، قرآن سے یہ بات ثابت ہے، اور ایک ہزار یا ایک لاکھ انبیاء کی ایک ہی بات ہے، سب پر ایمان لانا ضروری ہے، اپنے اپنے دور میں ہر نبی کی شریعت اس کے اپنے دور کے لئے لازماً قابل عمل تھی، اور پھر آخر میں اللہ رب العزت نے اپنے آخری نبی اور رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا اور قرآن پاک میں اعلان فرمادیا مَـاكَانَ مُـحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلٰكِن رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ (الاحزاب۔۴۰) حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں لیکن آپ اللہ کے عظیم الشان رسول اور سلسلہ انبیاء کو ختم کرنے والے ہیں، اِس آخر میں آنے والے پیغمبر کو بھی اللہ تعالیٰ نے کامل ترین شریعت عطا فرمائی جیسا کہ اُس کا ارشاد ہے ثُمَّ جَعَلْنٰكَ عَلٰى شَرِيْعَةٍ مِّنَ الْاَمْرِ فَاتَّبِعْهَا (الجاثیۃ۔۱۸) پھر

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

ہم نے آپ کو ایک شریعت پر مقرر کیا ہے، آپ اس کا اتباع کریں، وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ o اور آپ نادان لوگوں کی خواہشات کی پیروی نہ کریں، اب اس آخری شریعت کی پیروی ہی ضروری ہے۔

مختلف شرائع میں حلت وحرمت کا قانون

اللہ تعالیٰ کا یہ بھی ارشاد ہے لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنْكُمْ شِرْعَةً وَّمِنْهَا جاً (المائدہ۔۴۸) ہر نبی کو ہم نے جدا جدا شریعت دی ہے اور ان کے لئے الگ الگ طریقہ مقرر کیا ہے، شریعت جزیات (By-lass) ہوتے ہیں جو مختلف ادوار میں مختلف رہے ہیں، ایک شریعت میں اونٹ کا گوشت اور دودھ حلال نہیں تھا، ایک شریعت میں گوشت کھانا حلال تھا مگر چربی حرام تھی، گوشت سے چربی کو الگ کرنا بڑا مشکل کام تھا، اسی طرح بعض شریعتوں میں کوئی چیز حلال تھی تو بعض میں حرام تھی، شاہ ولی اللہؒ نے ''حجۃ اللہ البالغہ'' میں فرمایا کہ حضرت نوح علیہ السلام کے بعد اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کی شریعت میں خنزیر کا گوشت حرام قرار دیا ہے، یہ گندگی کھانے والا اور بے غیرت جانور ہے، اس کا گوشت کھانے والے کی روح پلید ہو جاتی ہے اور اس میں بے غیرتی کا مادہ پیدا ہو جاتا ہے، لیکن رومی عیسائی اس کو حلال قرار دیتے ہیں اور خنزیر کا گوشت تبرک سمجھ کر کھاتے ہیں، آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ حضرت عیسیٰؑ نے خنزیر کو حلال قرار نہیں دیا مگر عیسائیوں نے تحریف کے ذریعے اپنی مرضی سے اس کو حلال جانور قرار دیا ہے۔

اخلاق پر غذا کا اثر

شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں کہ انسان کے اخلاق پر سب سے زیادہ اثر انداز ہونے والی چیز اس کی غذا ہے، ہماری غذا اگر کوئی غلط چیز ہوگی تو ہمارا اخلاق بگڑ جائے گا، اسی لیے اللہ تعالیٰ نے مردار، بہتا ہوا خون، خنزیر کا گوشت اور نذر لغیر اللہ کو حرام قرار دیا ہے، ان اشیاء کے کھانے سے اخلاق بری طرح متاثر ہوتا ہے، اس لئے تمام ناپاک اشیاء کو کھانے سے اللہ اور اس کے رسول نے اس آخری شریعت میں حرام قرار دیا ہے، غیر اللہ کی نیاز کھانے سے روح میں پلیدی آئے گی، رشوت، سود، دھوکہ کا مال، چوری اور ڈاکہ کا مال کھانے سے اخلاق میں بگاڑ پیدا ہوگا، ناپاک غذا کھانے سے اخبات یعنی اللہ کے سامنے عاجزی والی بات نہیں ہو سکے گی، اس کی بجائے انسان میں خسیس اور کمینے جذبات پیدا ہوں گے، نیز ان میں عدل وانصاف کی بجائے ظلم وجور کا مادہ ہی پیدا ہوگا، اس لئے اللہ نے فرمایا ہے يَـاَ ايُّها النَّاسُ كُلُوْا مِمَّا فِىْ الْاَرْضِ حَلٰلاً طَيِّباً (البقرۃ۔۱۶۸) اے لوگو! زمین کی پیداوار میں حلال اور طیب چیزیں کھاؤ، حلال وہ ہے جس کو اللہ کی شریعت نے حلال قرار دیا ہے، بکری حلال ہے،

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

کتا حرام ہے، کتے کا گوشت کھانے والوں کے اخلاق بھی کتوں جیسے ہی ہو جاتے ہیں، مرغی حلال ہے جبکہ بلی حرام ہے، جنگلی گدھا حلال ہے اور گھریلو گدھا حرام ہے، خچر بھی حرام ہے، گائے بھینس حلال ہے جبکہ گدھ، باز، شکرا حرام ہے، حرام اشیاء کھانے والوں کے اخلاق بھی بگڑ جائیں گے، کہتے ہیں کہ کتے کے گوشت کا شوربا بڑا طاقتور ہوتا ہے مگر ایسے لوگوں کے اخلاق بھی ویسے ہی ہوں گے، اللہ نے قرآن میں سب سے بری مثال کتے کی بیان کی ہے مَثَلُهٗ كَمَثَلِ الْكَلْبِ، اِنْ تَحْمِلْ عَلَيْهِ يَلْهَثْ اَوْ تَتْرُكْهُ يَلْهَثْ (اعراف۔۱۷۶) کتا ہر حالت میں ہانپتا ہے، اس کو مارو یا چھوڑ دو، پھر بھی ہانپتا ہے، اس میں شہوت اور حرص کا مادہ ہر وقت بھڑکتا رہتا ہے، ہر چیز کو سونگھتا ہے، ایسے ناپاک جانور کا شوربا پینے سے اخلاق بھی ناپاک ہی ہوگا۔

غرضیکہ غذا بڑی اہم چیز ہے، حرام غذا کھانے سے جذبات کبھی پاک نہیں ہوں گے، کیونکہ اخلاق پر سب سے زیادہ اثر غذا کا ہوتا ہے، اسی لئے اللہ تعالیٰ نے حلال اور پاک چیزیں کھانے کا حکم دیا ہے، مثال عرض کرتا ہوں، روٹی گندم کی ہو، مکئی باجرے یا چاول کی یہ حلال ہے، اگر یہی روٹی دیر تک پڑی رہنے سے باسی ہو جائے تو اس میں بدبو پیدا ہو جائے گی، سالن کا بھی یہی حال ہے جو حلال ہے مگر باسی ہونے کی وجہ سے بدبو پیدا ہوگی تو اب یہ طیب نہیں رہا، باسی روٹی یا باسی سالن کھانے سے جسم میں بیماریاں پیدا ہوں گی، لہٰذا اب اس کا کھانا حلال نہیں رہا، نھیٰ عن اکل الطافی حضور علیہ السلام نے الٹی تیرنے والی مچھلی جو پانی کے اندر مرگئی ہو، اس کو کھانے سے منع کر دیا ہے، پانی کے اندر مر جانے سے اس میں ایسا زہریلا مادہ پیدا ہو جاتا ہے، جو بیماری کا باعث بن سکتا ہے، ہم نے ایسی مچھلی کھانے والے کو اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ اس کا سارا خون پیپ میں تبدیل ہو گیا اور وہ ۲۴ چوبیس گھنٹے کے اندر اندر ہلاک ہو گیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نھیٰ عَنْ دَوَآءِ الْخَبِيْثِ خبیث دوائی یعنی زہر خوانی سے بھی منع فرمادیا، زہر کوئی بھی ہو، کوئی کیمیکل ہو یا پتھری کا زہر ہو اس کے کھانے سے جسم کا نظام درہم برہم ہو جاتا ہے، لہٰذا زہر کا کھانا حلال تو ہے مگر جائز نہیں ہے، آپؐ نے یہ شفقت کے طور پر فرمایا کیونکہ آپ کو سارے مسلمانوں کے ساتھ شفقت ہے۔

نذر لغیر اللہ کی حرمت

نذر لغیر اللہ مٹھائی، دودھ یا چاول ہو، حرام ہے، یہ وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ میں آتی ہے، اللہ کے سوا غیر کے تقرب کے لیے جو نذر پیش کی جائے اس میں روحانی نجاست پیدا ہو جاتی ہے۔ لوگ کہتے ہیں کہ نذر اگر کسی قبر والے بزرگ یا بت کے نام پر دی جائے تو اس میں کیا حرج ہے؟ ظاہر میں تو کوئی خرابی نظر نہیں آتی، یہ ویسی ہی مٹھائی ہے جو

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

دکان سے حاصل کی گئی اور لوگ لے کر دھڑا دھڑ کھا رہے ہیں، لیکن اس میں خرابی یہ ہے کہ غیر اللہ کی نذر مانی جانے کی وجہ سے روحانی خباثت پیدا ہوگئی ہے، اس کو ہر آدمی تو محسوس نہیں کرتا مگر اللہ کے نبی اور ائمہ کرام اور روحانیت والے لوگ محسوس کر لیتے ہیں کہ اس میں واقعی گندگی آگئی ہے اور ان کی روحیں متاثر ہو جاتی ہیں، تاہم ایسی چیز کے استعمال سے خرابی ہر استعمال کنندہ میں پیدا ہو جاتی ہے، اس لئے نذر لغیر اللہ کو حرام قرار دیا گیا ہے، البتہ اللہ کی رضا کی خاطر اس کے نام پر جانور ذبح کرو تو اس میں طہارت آئیگی، اگر غیر اللہ کے نام لے کر ذبح کیا تو اس میں نجاست پیدا ہو جائے گی، اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَلَا تَأْكُلُوا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ (انعام۔۱۲۲) جس جانور پر اللہ کا نام نہ لیا گیا ہو، اس کا گوشت مت کھاؤ، یعنی قصداً بسم اللّٰہ اللّٰہ اکبر کہہ کر نہ ذبح کیا گیا ہو یا اللہ کے سوا غیر کا نام لیا گیا ہو، دونوں صورتوں میں یہ حرام ہے، کھائیں گے تو روح پلید ہوگی اور اخلاق بگڑ جائے گا۔

وحدتِ ملتِ انبیاءؑ

میں نے عرض کیا کہ سارے نبیوں کا دین اور ملت تو ایک ہی ہے، گویا اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ میں وحدتِ ملتِ انبیاء کا ذکر کیا ہے، البتہ نبیوں کی شریعتیں جدا جدا ہیں، موجودہ زمانے کے اعتبار سے شریعت کی مثال ایسی سمجھ لیں کہ ایک ماہر ڈاکٹر یا طبیب مریض کو صبح کے وقت گرم دوائی دیتا ہے اور پچھلے پہر ٹھنڈی دوائی دیتا ہے، گویا وقت کی تبدیلی کے ساتھ دوائی بھی تبدیل کرنا پڑی، مریض کے مرض کا تقاضا تھا کہ دوائی تبدیل کی جائے، اب یہ کوئی نہیں کہہ سکتا کہ ڈاکٹر نے دوائی تبدیل کر کے غلطی کی بلکہ یہی کہیں گے کہ ماہر ڈاکٹر کی رائے میں یہ تبدیلی ضروری تھی ورنہ مریض کا مرض مزید بڑھ جاتا، شرائع کی تبدیلی میں بھی یہی اصول کارفرما ہے، نوعِ انسانی کی مختلف ادوار میں اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے مزاج کے مطابق مختلف شریعتیں مقرر کیں اور پھر جب انسانوں کے مزاج ایک دوسرے کے قریب قریب ہوگئے تو اس آخری دور میں تمام انسانوں کے لیے ایک ہی شریعت مقرر کردی کیونکہ اب لوگوں کے درمیان بعد اور مسافت کم ہوگئی ہے، آج کے دور میں آپ کو ساری دنیا ایک خاندان کی صورت میں نظر آتی ہے، جس کو نئی اصطلاح میں Global Village (گرائی دیہہ) کا نام دیا گیا ہے، آپ دنیا کے کسی بھی حصہ میں بیٹھ کر پوری دنیا کے حالات معلوم کر سکتے ہیں، آج پوری دنیا نے ایک کنبہ کی صورت اختیار کر لی ہے جبکہ یہ چیز پہلے نہیں تھی۔

قرآن کے پروگرام کی اشاعت

میں عرض کرتا ہوں کہ آج کے دور میں اس بات کی شدید ضرورت ہے کہ اگر مسلمانوں میں ایمان اور غیرت ہو تو

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

وہ قرآن پاک کے مشن کو پوری دنیا کے سامنے پیش کریں اور ثابت کریں کہ یہ پروگرام پوری نوعِ انسان کے لئے فطرت کے عین مطابق ہے، مگر مسلمان تو خود قرآن کے پروگرام پر عمل پیرا نہیں، وہ دن بدن دین اور شریعت سے دور ہوتے جارہے ہیں، وہ اس پروگرام کو دنیا کی دیگر اقوام کے سامنے کیسے پیش کریں گے، جو نئی نسل اٹھتی ہے وہ جہالت میں اور زیادہ مبتلا ہوتی ہے، تو ان حالات میں مسلمانوں کو کونسا راستہ اختیار کرنا چاہئے، ہمارا فرض تھا کہ ہم اپنوں اور بیگانوں سب کو اپنے دین اور شریعت سے آگاہ کرتے اور ان کو بتاتے کہ ہمارا دین، شریعت، عقیدہ اور اعمال یہ ہیں، کیا ہمارے حکمرانوں کے لئے یہ ضروری نہیں ہے؟ کیا ان کا کام صرف ممبریاں، کرسیاں اور وزارتیں حاصل کرنا ہی رہ گیا ہے، بڑی بڑی تنخواہیں لینا اور دنیا بھر کے دورے کرنا ہی ہمارے مقتدر حضرات کا کام رہ گیا ہے؟ آئے دن خبریں آتی ہیں کہ فلاں وزیر اعظم یا فلاں وزیر اتنے آدمیوں کا وفد لے کر فلاں ملک میں جا رہا ہے، کیا ان حضرات کا کام صرف مانگے تانگے کی چیزیں ہی استعمال کرنا ہے؟ پہلے اپنی چیزیں استعمال کرو پھر دوسروں کی طرف دیکھو، تم ہر چھوٹے بڑے کام کے لیے اغیار کی مدد حاصل کرتے ہو، گویا تمہارے پاس کچھ بھی نہیں ہے، کتنے افسوس کی بات ہے کہ ہم دیہی ترقی کا پروگرام بھی کوریا سے مانگ کر لائے ہیں، کیا تمہارے پاس اپنا کوئی سیاسی، معاشی اور معاشرتی پروگرام نہیں ہے؟ کیا تمہارے پاس غربت دور کرنے کا کوئی پروگرام اور سکیم نہیں ہے؟ حقیقت یہ ہے کہ جس قوم کے پاس قرآن موجود ہے اس کے پاس سب کچھ ہے بشرطیکہ اس کو روبہ عمل تو لایا جائے، اگر ہمارے پاس ایمان نہیں تو پھر کچھ بھی نہیں، ایمان کا تقاضا ہے کہ قرآن کے پروگرام پر پہلے خود عمل کریں اور پھر دوسروں کو پیش کریں، مگر ہم نے اس نصب العین کو ہی پسِ پشت ڈال دیا ہے اور دوسروں سے پروگرام مانگ مانگ کر لا رہے ہیں، کیا تمہارے پاس دین، شریعت اور قرآن نہیں ہے؟ جس کے پاس قرآن ہے اس کے پاس تو سب کچھ ہے، پھر ادھر اُدھر دیکھنے کی کیا ضرورت ہے۔

حالات کی درستگی کا تقاضا

جب تک امریکہ کی سیاست پاکستان میں چلاؤ گے تمہارے حالات کبھی ٹھیک نہیں ہو سکتے اور تم کبھی کامیاب نہیں ہو سکتے، اس کی سیاست کو یہاں چلانا تمہاری بے غیرتی کا سامان ہے، اُن کی سکیمیں چلاتے ہو، اپنی سکیم بناؤ کہ تمہارے عوام، تمہارے کسانوں، تمہارے مزدوروں کو کس چیز کی ضرورت ہے، کیا تمہارے دین، شریعت اور قرآن نے کوئی پروگرام نہیں دیا یا تم اُس طرف آتے ہی نہیں، اس کو سیکھتے ہی نہیں، وہ چیز حاصل کرنے کے لیے محنت اور کوشش بھی نہیں کرتے؟ تم نے اغیار کی زبان اپنائی، اُن کا لباس پہن لیا، اُن کی عیاشی، فحاشی، اور بے پردگی کو اپنا

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

لیا، آخر تم کس مرض کی دوا ہو دیکھو سٹالن ہمیشہ روسی زبان بولتا تھا، انگریز اور امریکن انگریزی زبان بولتے ہیں، مگر تمہیں اپنی قومی زبان کا کچھ پاس نہیں، تم ان کی زبان بولنے میں فخر محسوس کرتے ہو اور اپنی اولادوں کو بھی وہی زبان سیکھنے پر مجبور کرتے ہو، تمہارا کام صرف ایک دوسرے کی ٹانگیں کھینچنا ہی رہ گیا ہے، سندھی اور پنجابی کو لڑاتے ہو، بلوچوں اور پٹھانوں کے درمیان نفرت کے بیج بوتے ہو، مہاجر اور مقامی آپس میں دست و گریبان ہیں، اُدھر کافر ہماری سیاست میں دخیل ہیں اور ہم بدترین قسم کی غلامی میں مبتلا ہیں، اِن اغیار کو اپنے ذہنوں سے نکالو، اپنے دماغ سے سوچو، تب تمہارے حالات ٹھیک ہوں گے، ورنہ اس طرح بھٹکتے ہی رہو گے۔

امانت کے تقاضے

میں نے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ نے نبیوں کے مرتبہ اور حیثیت کو اس ایک ہی آیت میں بیان کر دیا ہے، وَجَعَلْنٰهُمْ اَئِمَّةً يَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا ان سارے نبیوں کو ہم نے امام اور پیشوا بنایا ہے جو ہمارے حکم سے لوگوں کی راہنمائی کرتے تھے، امام اس شخص کو کہتے ہیں جس کے افعال و حرکات کی اقتدا کی جائے، امام کے پیچھے نماز پڑھتے ہیں تو جیسے وہ کرتا ہے ویسے ہی مقتدی بھی کرتا ہے، خلافت اور حکومت میں حاکم وقت امام ہوتا ہے، حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اماموں سے عہد لیا تھا کہ تم ایسا سادہ لباس پہنو جس کو دیکھ کر دوسرے آدمی بھی ویسا ہی لباس پہن سکیں ،مطلب یہ ہے کہ ایسا سادہ لباس پہنو جس کو اختیار کرنے میں کوئی امیر، غریب عیب محسوس نہ کرے، مگر آج کل کے حاکم تو لباس میں اتنا تکلف کرتے ہیں کہ عام آدمی منجملہ کسان، مزدور، ملازم کی دسترس سے ہی ایسا لباس دور ہوتا ہے، حکام کے لیے ضروری ہے کہ وہ ایسی رہائش اختیار کریں جس کو عام لوگ بھی اختیار کر سکیں، مگر تمہاری کوٹھی پر تو کروڑوں روپے صرف ہوتے ہیں، مگر عام آدمی کو جھونپڑی تک نصیب نہیں ہوتی، تم کیسے امام اور پیشوا ہو، تم تو شیطان ہو۔

امام بطور نمونہ

ارشاد ربانی ہے، ہم نے اِن نبیوں کو پیشوا بنایا ہے تاکہ سب لوگ ان کی وضع قطع، لباس، خوراک، رہائش، کلام، عبارت، صلح و جنگ کے لوازمات کو اختیار کر سکیں، سارے نبیوں کے نبی اور تمام اماموں کے امام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کبھی تکلف نہیں کرتے تھے، اگر چٹائی نہیں ہے تو زمین پر ہی بیٹھ جاتے تھے، کھانا کھانے میں کوئی تکلف نہیں کرتے تھے، جیسا روکھا سوکھا مل گیا، کھا لیا، کہیں جانا ہے اور سواری کے لیے اونٹ، گھوڑا میسر نہیں تو خچر یا گدھے پر سوار ہونے میں کوئی عیب محسوس نہیں کرتے تھے، ایک صحابیؓ کی بیمار پرسی کے لیے جانا ہے مگر سواری نہیں ہے تو پیدل

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

ہی چل دیئے، گرد وغبار پڑ رہا ہے مگر آپ نے کوئی تکلف نہیں کیا۔

مولانا عبید اللہ سندھیؒ کا عمل

اس سادگی کا ادنیٰ نمونہ مولانا عبید اللہ سندھیؒ میں بھی ملتا ہے، آپ سچے مسلمان اور شرع کے پابند تھے، ایک دفعہ مظفر گڑھ سے ملتان جانا تھا، آپ کے پاس اتنے ہی پیسے تھے کہ ملتان کا ٹکٹ خرید لیا، اس دوران میں ایک بوڑھا شخص آیا اور مولانا سے کہا کہ مجھے ملتان جانا ہے مگر ٹکٹ خریدنے کے لیے پیسے نہیں ہیں، مولانا نے اس بوڑھے کی حالت کو دیکھ کر خریدا ہوا ٹکٹ اس کو دے دیا اور خود پیدل ہی ملتان کے لیے چل دیئے، آج کون عالم ہے جو ایسا کرتا ہے، لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ مولانا اشتراکی ذہن رکھتے تھے، بلکہ وہ تو اعلیٰ درجے کے خدا پرست انسان تھے، اوکھلے میں رہائش کے دوران جمعہ ہمیشہ جامع مسجد دہلی میں آکر ادا کرتے تھے، آپ اس قدر پختہ ارادہ کے مالک تھے کہ اگر دہلی تک آنے کا کرایہ نہیں ہے تو کسی سے مانگا نہیں بلکہ آٹھ میل کا سفر پیدل ہی کر کے آگئے، پھر جمعہ کی نماز پڑھ کر قریبی ادارہ شرقیہ میں جا کر وہاں کے علماء اور طلباء کو قرآن کا درس دیتے تھے، حضور علیہ السلام کے اسوہ پر عمل کرنے کی یہ ایک مثال ہے۔

انبیاءؑ کا مشن

اللہ کے سارے نبی امام تھے، ان میں کامل درجے کا ایمان تھا اور وہ باعمل تھے، البتہ اللہ کا قرآن کہتا ہے تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ (البقرۃ۔۲۵۳) یہ رسول ہیں جن میں سے ہم نے بعض کو بعض پر فضیلت بخشی ہے، بعض پیغمبروں کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے کلام کیا اور بعض کو انتہائی بلندیوں تک پہنچایا، حتیٰ کہ حضور خاتم النبیین کو معراج کی منزل بھی نصیب فرمائی، یہ سارے ایک ہی قطار اور ایک ہی فہرست کے لوگ ہیں، البتہ ان میں سے بعض دوسروں سے مرتبے میں بڑے ہیں، سارے پاکباز اور امام ہیں تاکہ دوسرے ان کی اقتدا کریں اور ان کا اسوہ اختیار کریں، فرمایا يَهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا یہ امام ہمارے حکم سے لوگوں کی راہنمائی کرتے ہیں، اور پھر آخر میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نوعِ انسان کو ہدایت اور راہنمائی کا پروگرام دیا، آپ نے تمام بنی نوع انسان، ہر قوم، ہر ملک اور ہر زبان بولنے والے کو نجات کا پروگرام بتلا دیا، اور یہ بھی سمجھا دیا کہ دنیا میں بہتر زندگی گزارنے کا ڈھنگ کیا ہے، آپ نے لوگوں کو خدا کی عبادت وریاضت کا طریقہ بھی بتلا دیا، معاشی اور سیاسی نظام سے آگاہ فرمایا تاکہ لوگ اس پر عمل کریں، آپ کے بتلائے ہوئے نظام حکومت کو حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ نے عملی طور پر چلا کر دکھایا حتیٰ کہ ہندوؤں کا لیڈر مسٹر گاندھی کو کہنا پڑا کہ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ جیسا نظام کسی نے نہیں چلایا اور

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

نہ ہی کوئی چلاسکتا ہے، اس نے مشرق ومغرب کے تمام لوگوں کو چیلنج کیا کہ اگر صحیح نظام حکومت چلانا چاہتے ہو تو ابوبکرؓ اورعمرؓ کا نظام اختیار کرو، معلوم ہوا کہ حضرت ابوبکرؓ اورعمرؓ کی حکومت صحیح معنوں میں نبیوں کی خلافت تھی، ایسی حکومت میں ہی فلاح حاصل ہوسکتی ہے، ورنہ لیڈرشپ کا جھگڑا اوراکھاڑ پچھاڑ ہی رہے گی، اور ہر نیا آنے والا اپنا سکہ ہی چلانے کی کوشش کرے گا اور معاملہ ایسا ہی ہوگا

ہر کہ آور عمارت نو ساخت رخت مانند و دیگرے پرداخت

جو آیا اس نے نئی عمارت ہی تعمیر کی اور جب گیا تو دوسروں کے لئے چھوڑ کر چلا گیا، جونیجو برسر اقتدار آیا تو اس نے پانچ نکاتی پروگرام دیا، پیپل پارٹی والے آئے توانہوں نے روٹی، کپڑ اور مکان کا نعرہ لگایا مگر اسلام کے نظریہ کے مطابق کسی نے کچھ نہیں کیا، ظاہر ہے جس نظام کے پیچھے عقیدہ عمل اور پاکیزگی نہ ہو اس کا اثر کیسے مرتب ہوسکتا ہے؟ جو بھی آیا چند دن اقتدار میں رہ کر چلا گیا، مارا گیا یا ختم ہوگیا، یہاں کی کارکردگی کا پتہ تو اگلے جہاں میں چل کر چلے گا، جہاں حق کے ساتھ فیصلے ہوں گے اور پوچھا جائے گا کہ تم دنیا میں کیا کرتے رہے، عوام کا نام لے کر عوام کو گمراہ کیا تو برے کام کا نتیجہ برا ہی نکلے گا، اچھا کبھی نہیں نکلے گا، اگر ایمان داری سے کام کروگے، قرآن کو پیشوا تسلیم کروگے، تو اس کا نتیجہ بھی صحیح نکلے گا اور تم کو فلاح بھی نصیب ہوگی، اللہ کے نبی نے دعا سکھائی ہے۔

اَللّٰھُمَّ ارْحَمْنِیْ بِالْقُرْاٰنِ الْعَظِیْمِ وَاجْعَلْہُ لِیْ اِمَاماً وَنُوْراً وَھُدیً وَرَحْمَۃً۔

اے اللہ! قرآن کی برکت سے مجھ پر رحم فرما اوراس کو میرا امام، نور اور ہدایت ورحمت کا ذریعہ بنادے۔

اَللّٰھُمَّ تَجْعَلِ الْقُرْاٰنَ الْعَظِیْمَ رَبِیْعَ قَلْبِیْ وَنُوْرَبَصَرِیْ وَجَلَاءَ حُزْنِیْ وَذَھَابَ ھَمِّیْ۔

اے اللہ! قرآن کو میرے دل کی بہار، آنکھوں کا نور، غموں کا دور کرنے والا اور میرے فکروں کے ازالہ کا ذریعہ بنادے۔

غرضیکہ جب تک قرآن پاک کو نہیں سمجھو گے، اس پر ایمان نہیں لاؤ گے، اسکے پروگرام پر عمل نہیں کروگے، کامیابی کا منہ نہیں دیکھ سکتے، نہ ترقی مل سکتی ہے اور نہ عزت حاصل ہوسکتی ہے، انگریز کو نکال کر امریکہ کی آغوش میں چلے گئے ہو، وہ ہماری سیاست میں دخیل ہورہے ہیں، جب چاہتے ہیں ہمارے آدمیوں کو ماردیتے ہیں مگر ہم بے بس ہیں اور کچھ نہیں کرسکتے، آئے دن کشمیری نوجوانوں کو قتل کیا جارہا ہے، مگر دنیا کے مسلمان ان کی کوئی مدد نہیں کرسکتے، افغانستان میں پندرہ بیس لاکھ آدمی مارے جاچکے ہیں، امریکہ اور روس خوش ہیں کہ مسلمان ہی مارے

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

جارہے ہیں، فلسطین میں مسلمانوں پر عرصہ حیات تنگ کیا ہوا ہے، مگر امریکہ ہر وقت یہودیوں کی پشت پناہی کر رہا ہے، ان خبیث لوگوں سے انصاف کی توقع عبث ہے۔

نیکی کی توفیق

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے، ہم نے نبیوں کو امام بنایا ہے، وہ ہمارے حکم کے مطابق راہنمائی کرتے ہیں، وَاَوْحَيْنَـآ اِلَيْهِمْ فِعْلَ الْخَيْرٰتِ ہم نے ان کی طرف اچھے کام کرنے کی وحی کی ہے، خود بھی اچھے کام کرو اور دوسروں کو بھی ان کی تلقین کرو، نیز برے کاموں سے منع کرو، اللہ کے آخری نبی نے امت کو بھی ایسی ہی دعا سکھلائی ہے اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ فِعْلَ الْخَيْرٰتِ وَتَرْكَ الْمُنْكَرٰتِ اے اللہ! میں اچھے کاموں کے کرنے اور برے کاموں سے رکنے کیلئے تم سے سوال کرتا ہوں، مجھے ایسا کرنے کی توفیق عنایت فرما۔

محترم حاضرین! نماز اور زکوٰۃ کا تو اس آیت میں خاص طور پر ذکر ہے، البتہ اچھے کام یہ ہیں کہ شرک کو چھوڑ کر توحید کو اختیار کیا جائے، نفاق کی بجائے اخلاص کو قبول کیا جائے، فسق کو چھوڑ کر تقویٰ کو اختیار کیا جائے، گندی چیزوں کی بجائے پاک چیزوں کو استعمال کیا جائے، ناپاک اور گندی سیاست کی بجائے پاک سیاست اختیار کی جائے، میونسپل کمیٹیوں، صوبائی اور قومی اسمبلی اور سینٹ کے ممبران اچھے اخلاق والے ہوں جن کی وجہ سے مخلوقِ خدا کا بھلا ہو، بدعت کی بجائے سنت کو اختیار کیا جائے، حرام کی بجائے حلال کا دور دورہ ہو، کمینگی اور بد اخلاقی اور گندی ذہنیت کی جگہ بلند اخلاق اور پاک ذہنیت قائم ہو، جھوٹی گواہی نہ دی جائے جو کہ حرام ہے، اسکی بجائے سچی گواہی دی جائے کیونکہ جھوٹی گواہی شرک کے برابر ہے، اس سے اجتناب کیا جائے، کسی پر جھوٹے مقدمات نہ قائم کیے جائیں، جھوٹے کلیم نہ داخل کئے جائیں بلکہ ہر جگہ عدل وانصاف اور حق کا بول بالا ہو، اللہ نے نبیوں پر وحی کے ذریعے یہی بات نازل کی ہے، فعل الخیرات کا یہی مطلب ہے۔

اقامتِ صلوٰۃ

اللہ تعالیٰ نے نبیوں کو وحی کے ذریعے اِقَامَ الصَّلٰوةِ یعنی نماز قائم کرنے کا حکم بھی دیا ہے، سب خود نماز پڑھیں تاکہ ان کے تعلقات اللہ تعالیٰ کے ساتھ درست رہیں، نماز کے ذریعے آدمی میں پاکیزگی آتی ہے، مساوات کا درس ملتا ہے، لباس، مکان، بدن، اور عقیدے کی پاکیزگی کا درس نماز کے ذریعے ملتا ہے، جب نماز میں چھوٹے بڑے سب اکٹھے ہوتے ہیں تو مساوات اور ہمدردی کا سبق بھی ملتا ہے، نماز وقت کی پابندی کرنا بھی سکھاتی ہے، نماز

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

اگر قبول ہوگئی تو اس کا اجر وثواب تو آگے چل کر ملے گا، مگر دنیا میں بھی نماز کے اتنے فائدے ہیں۔

زکوٰۃ کی ادائیگی

نبیوں کے مشن کی ایک شق وَاِيْتَـآءَ الـزَّكٰوةِ بھی ہے، اللہ تعالیٰ نے ہر صاحبِ نصاب شخص پر سال بھر میں ایک دفعہ زکوٰۃ فرض قرار دی ہے، اس کے دو فوائد ہیں، ایک فائدہ تو یہ ہے کہ زکوٰۃ دہندہ آدمی سے بخل کا مادہ دور ہوتا ہے اور دوسرا فائدہ یہ ہے کہ بنی نوع انسان کے ساتھ ہمدردی کا جذبہ پیدا ہوتا ہے اور محتاجوں کی ضرورت بھی پوری ہو جاتی ہے، یہ سلسلہ محض زکوٰۃ کی ادائیگی کے ساتھ ہی مکمل نہیں ہو جاتا بلکہ اس کے علاوہ بھی مالدار آدمی پر مالی حقوق عائد ہوتے ہیں، اگر صاحبِ مال آدمی اپنے قریب بھوکے آدمی کو کھانا نہیں کھلاتا تو وہ خدا کے ہاں مجرم ہے، اگر ملک میں نظام عدل قائم ہو تو اس ایسے شخص کو تعزیر بھی لگائی جائے گی کہ تو نے یہ فرض کیوں پورا نہیں کیا، غرضیکہ اللہ نے اپنے نبیوں کے ذریعے نماز قائم کرنے اور زکوٰۃ ادا کرنے کا حکم بھی دیا ہے۔

عبادت گزار انبیاء

اور پھر سارے نبیوں کے متعلق اللہ نے فرمایا ہے وَكَانُوْا لَنَا عَابِدِيْنَ وہ سارے کے سارے ہماری ہی عبادت کرنے والے تھے، یہ ساری باتیں اللہ نے اس آیت میں واضح کر دی ہیں، میں نے مختصر طور پر ان باتوں کی تشریح آپ کے گوش گزار کر دی ہے۔

انسانی ترقی کا راز

نبیوں کی تعلیم میں انسانی ترقی کا پروگرام بھی ملتا ہے، آج کل دنیا بھر کی حکومتیں غلط قوانین جاری کر رہی ہیں جس کی وجہ سے نہ صرف انسانی ترقی میں رکاوٹ آ رہی ہے بلکہ امن وامان بھی تباہ ہو رہا ہے، اللہ کے نبی نے سب سے پہلے انسانوں کو علم سے روشناس کرایا، علم کی روشنی کے بغیر انسان ترقی نہیں کر سکتا، جس طرح سورج کے بلند ہو جانے سے ساری دنیا روشن ہو جاتی ہے اور لوگ کاروبار کرنے لگتے ہیں اسی طرح اللہ نے قرآن کا سورج بھی دنیا میں چمکا دیا ہے، اس کی روشنی میں عقیدے، عمل اور اخلاق درست ہوتے ہیں، مگر تم نے تو انسانیت کی ترقی کے پروگرام پر عمل کی بجائے پتنگ بازی، بارود بازی، کھیل کود، سینما بینی، گانے بجانے اور کرکٹ کو رواج دیا ہے، مگر قرآن تو اس کو لہو ولعب سے تعبیر کرتا ہے، اس سے انسان ترقی کی منازل طے نہیں کر سکتا ہے، جو اس کو ترقی کا نام دیتا ہے وہ یہودیت اور نصرانیت کا چیلا ہے، میرے نزدیک یہودیت کا خلاصہ زرکشی اور حیلہ سازی ہے، عیسائیت کا

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

خلاصہ لہولعب اور عریانی، عیاشی اور فحاشی ہے، عیسائی ہمیشہ ایسے ہی لغو کام کرتے ہیں اور دوسروں کو بھی یہی کچھ سکھاتے ہیں، میرے نزدیک ہندوازم کا خلاصہ شرکیہ رسومات، اوہام پرستی اور تنگ نظری ہے۔

ہندوؤں کی تنگ نظری

گزشتہ عید کے موقع پر ہندوؤں نے ہندوستان کے ایک ہزار مسلمانوں کو ہلاک کر دیا اور ان کے مکانات جلا ڈالے، وجہ یہ تھی کہ ایک ہندو آدمی نے اسلام قبول کر لیا تھا، میڈیکل کے چوتھے سال کے ایک عقلمند طالبعلم نے برضا و رغبت خوشی سے اسلام قبول کیا تھا مگر ہندو اس کو برداشت نہ کر سکے حالانکہ ان کے جج نے بھی اس نوجوان کے حق میں فیصلہ دیا تھا کہ اس کو اپنی مرضی کا مذہب اختیار کرنے کا پورا پورا حق ہے، مگر ہندوؤں میں اوہام پرستی اور تنگ نظری ہے، مگر مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ نے استطاعت بخشی ہے، ایک ہزار کی بجائے اگر دس ہزار مسلمانوں کو ہلاک کر دیں تو مسلمان مٹیں گے نہیں بلکہ قیامت تک قائم رہیں گے، تقسیم ہند کے وقت ہندوستان کے مختلف علاقوں میں سات کروڑ مسلمان آباد تھے جن کی آبادی اب پندرہ کروڑ تک پہنچ گئی ہے، انشاء اللہ یہ بڑھتے ہی رہیں گے اور ہندوؤں کی خواہش کبھی پوری نہیں ہوگی، اللہ تعالیٰ ان کو پھیلانا چاہتا ہے، اگرچہ وہ تنگی کی زندگی بسر کر رہے ہیں لیکن ہندو کا ظلم انہیں مٹا نہیں سکتا۔

ایک اہم دینی مسئلہ

(س) ...... آج سے چودہ سال پہلے ایک شخص نے اپنی چھ بچوں کی ماں، اہلیہ کو اس کے باپ کے گھر طلاق نامہ بھیج کر طلاق دے دی اور دوسری عورت سے نکاح کر لیا، اب اُس نے دوسری بیوی کو بھی طلاق دے دی ہے اور پہلی بیوی سے دوبارہ نکاح کرنا چاہتا ہے، کیا یہ ممکن ہے؟

(ج) ...... اس مسئلہ کے حل کے لیے یہ دیکھنا ہوگا کہ پہلی بیوی کو اس نے طلاق نامہ کے ذریعے ایک طلاق دی تھی یا دو یا تین، ایک یا دو طلاقیں دی تھیں تو دوبارہ نکاح ہو سکتا ہے اور اگر بیک وقت تین طلاقیں دے دی تھیں تو اب دوبارہ نکاح نہیں ہو سکتا کیونکہ ایسی صورت میں عورت کے لیے کسی دوسرے شخص سے نکاح کرنا ضروری ہے، اس کے بغیر وہ پہلے خاوند سے نکاح نہیں کر سکتی۔

دعائیہ کلمات!

صدیق پہلوان کا لڑکا گھر سے گیا تھا مگر واپس نہیں آیا، محمد احمد کے تایا بیمار ہیں، لہٰذا سب حضرات دعا کریں کہ

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

اللہ تعالیٰ تمام بیمار مسلمان مردوں، عورتوں، بچوں، بوڑھوں کو شفائے کاملہ عاجلہ نصیب فرمائے، اور جو مسلمان وفات پا چکے ہیں اللہ تعالیٰ سب کی کوتاہیوں سے درگزر فرمائے، ان کی حسنات کو شرفِ قبولیت بخشے اور سب کو جنت میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے، جو مسلمان پریشان حال ہیں اللہ تعالیٰ سب کی پریشانیوں کو دور فرمائے، کاروبار میں برکت اور رزق میں وسعت نصیب فرمائے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو دین حق کی سمجھ اور اس پر کاربند رہنے کی توفیق بخشے اور سب کا خاتمہ ایمان پر فرمائے۔

سبحانك اللّٰهم وبحمدك اشهد ان لا الٰه الا انت استغفرك واتوب اليك ۔

(تاریخ خطبہ ۱۲ مئی ۱۹۸۹ء)

(بقیہ صفحہ ۵۳) شرعی حدود کے اندر رہتے ہوئے اس میں مزید حسن پیدا کرنے کے لئے کوشش کرنے کی خواہش کا اظہار کیا لہٰذا شرعی حدود کے اندر رہتے ہوئے خوش آوازی کی کوشش کرنے کے متعلق کسی کو اختلاف نہیں ہونا چاہئے۔

حضراتِ سلف کی اس مسئلہ میں سختی کرنے کی وجہ یہ بھی ہوسکتی ہے کہ ان کے دور میں قوانین نغمہ اور الحان کے ساتھ قراءت کرنے کی صورت حال اپنی انتہا کو پہنچ چکی تھی حتیٰ کہ بعض لوگ اس طرح کے الحان میں قراءت کرتے تھے جو قرآن کے مقام و مرتبہ کے منافی تھے۔ بعض وہ جو قرآن کو مرثیہ خوانوں اور راہبوں کے الحان میں پڑھتے تھے اور بعض خود ساختہ اور نئے نئے بے ہودہ اور شیطانی گانوں کی طرز پر پڑھتے تھے۔ اس کی ایک مثال ہیثم کی یہ قراءت ہے: أَمَّا السَّفِيْنَةُ فَكَانَتْ لِمَسٰكِيْنَ يَعْمَلُوْنَ فِي الْبَحْرِ (سورۃ الکہف: ۷۹)..."اس آیت کو اس نے اس گانے کی طرز پر پڑھا

أما القطاة فإني سوف أنعتها نعتًا يوافق نعتي بعض ما فيها

(المعارف از ابن قتیبہ: ص ۵۳۳)

الحان کے ساتھ قراءت کے جواز کے لئے جو شرائط ہم نے مقرر کی ہیں، ان میں سے دوسری اور تیسری شرط کی قید سے اس قسم کے تمام الحان از خود نکل جاتے ہیں، ان شرائط کی طرف رجوع کیجئے اور ان پر غور فرمائیے۔ (جاری ہے)

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

مولانا محمد فیاض خان سواتی

شوقِ مطالعہ

حضورؐ کی ولادت کا مبارک دن

مفکرِ اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ المتوفی ۱۹۹۹ء فرماتے ہیں۔

''رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی پیدائش کا دن مبارک کیوں نہ ہو کہ اس دنیا کا سب سے مبارک انسان پیدا ہوا، جس نے اس دنیا کو نیا ایمان اور نئی زندگی عطا کی

؎ بہار اب جو دنیا میں آئی ہوئی ہے
وہ سب پود انہیں کی لگائی ہوئی ہے۔''

(کاروانِ مدینہ ص ۲۵، طبع کراچی)

حضورؐ کے صفاتی ناموں کی تعداد

علامہ شیخ یوسف بن اسماعیل النبھانیؒ المتوفی ۱۹۳۲ء رقمطراز ہیں۔

''خاتمۃ الحفاظ جلال الدین سیوطیؒ نے ایک رسالہ تالیف کیا ہے، اس کا نام ''البھجۃ السنیۃ فی الاسماء النبویۃ'' رکھا، انہوں نے اس میں تقریباً پانچ سو نام جمع کئے ہیں، اور ''المواھب'' میں کتاب ''احکام القرآن'' لابی بکر بن العربیؒ سے نقل کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ایک ہزار نام ہیں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بھی ایک ہزار نام ہیں۔''

(وَسَائل الوُصُول الٰی شَمائِل الرَّسُول عربی ص ۳۴، طبع بیروت، لبنان)

حضورؐ کی ولادت پر فارس میں پیش آمدہ واقعات

فخر الہند حضرت مولانا محمد حبیب الرحمٰن ناظم دارالعلوم دیوبند المتوفی ۱۳۴۸ھ رقمطراز ہیں۔

''آپ کی ولادت باسعادت کی شب میں ایوان کسریٰ کو زلزلہ آ گیا اور اس کے چودہ کنگرے گر گئے، یہ ایوان

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

دنیا کی مشہور عمارتوں میں تھا، کسریٰ جیسے زبردست بادشاہ نے کروڑ ہا روپیہ صرف کر کے ۲۳ سال میں تعمیر کرایا تھا اس میں زلزلہ آنا اور کنگروں کا گر جانا معمولی بات نہ تھی، کسریٰ انوشرواں سخت مغموم اور پریشان ہوا، اوّل اوّل تو اس نے استقلال سے کام لے کر اپنے صدمہ کو پوشیدہ رکھنا اور اس واقعہ کو طشت از بام نہ کرنا چاہا، مگر بالآخر دربار منعقد کیا اور اراکین سلطنت پر اس غیر معمولی اور عظیم واقعہ کو جس کے لئے بظاہر کوئی سبب نہ تھا، ظاہر کر کے اس کی وجہ اور لِم کو دریافت کرنا چاہا، دربار ابھی منعقد ہی ہوا تھا کہ اور انوشرواں کچھ کہنے نہ پایا تھا کہ یہ اطلاع ملی کہ آج کی شب تمام آتشکدوں کی آگ بجھ گئی اور اس مجلس میں ایلیا کے گورنر کا مراسلہ بدیں مضمون پہنچا کہ:۔

آج شب بحیرہ ساوہ کا پانی بالکل خشک ہو گیا اور اسی مجلس میں شام سے اطلاع پہنچی کہ سماوہ کی ندی کا پانی منقطع ہو گیا اور اسی وقت طبریہ سے خبر آئی کہ بحیرہ طبریہ میں پانی کی روانی موقوف ہو گئی، انوشرواں تو اپنے دل میں پہلے ہی سے پریشان تھا، ان خبروں سے اس کے رنج و ملال کی انتہا نہ رہی اور اُس وقت اُس نے بیان کیا کہ آج کی شب میں ایوان کو سخت زلزلہ آیا اور چودہ کنگرے گر گئے، یہ سن کر موبذان (حاشیہ: موبذان چیف جسٹس کو کہتے تھے اور بعضوں نے کہا کہ سب سے بڑے آتشکدہ کے محافظ و خادم کو موبذان کہتے تھے لیکن اس میں کچھ مخالفت نہیں ہے ممکن ہے کہ یہ دونوں جلیل القدر عہدے ایک ہی شخص کے سپرد ہوں) بولا میں نے بھی آج کی رات دیکھا ہے کہ سخت اور زبردست اونٹ اور ان کے پیچھے عربی گھوڑے دجلہ کو عبور کر کے بلادِ عجم میں پھیل گئے، کسریٰ نے موبذان سے اس کی تعبیر پوچھی تو اس نے کہا کہ بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ عرب کی جانب سے کوئی بات ظاہر ہونے والی ہے، آپ حیرہ کے عامل کو لکھئے، وہ کسی عالم کو جو وقائع آئندہ کے حالات سے باخبر ہو بھیج دے گا، کسریٰ کے حکم پر نعمان ابن المنذر نے عبدالمسیح غسانی کو بھیج دیا جس کی عمر اس وقت ڈیڑھ سو سال کی تھی، یہ سب واقعات اور مشاہدات و خوابیں اس کے سامنے بیان کئے گئے تو اُس نے کہا کہ اس کا پورا علم میرے ماموں سطیح (حاشیہ: عرب میں دینِ ابراہیمی کے ضعیف ہو جانے کے وقت کہانت کا زور ہو گیا تھا، اہل عرب اپنے معاملات میں کاہنوں کے فیصلے پر راضی ہوتے تھے، اور وقائع آئندہ کے مطابق انہیں کے اقوال پر اعتماد کرتے تھے، ان کاہنوں میں دو شخص بہت ہی مشہور و مستند ہوئے ہیں، شق اور سطیح، لیکن ان دونوں میں بھی سطیح کا درجہ بڑھا ہوا ہے، سطیح کے بدن میں سوائے کھوپڑی کے کہیں ہڈی نہ تھی اور اسی وجہ سے وہ بیٹھنے پر قادر نہ تھا البتہ غصہ کے وقت پھول جاتا تھا اور بیٹھے پر قادر ہوتا تھا، خود کہیں نہ جا سکتا تھا اُس کا چہرہ سینہ میں تھا گردن بالکل نہ تھی جب اُس سے کچھ دریافت کرنا ہوتا تھا تو اُس کو ایسی طرح ہلاتے تھے جیسے گھی نکالنے کے وقت دہی کے برتن کو ہلاتے ہیں، ہلانے سے اس میں ہوا بھر جاتی تھی، سانس چڑھ جاتا تھا، اس وقت پوچھنے پر جواب دیتا تھا، سطیح

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

کی عمر تین سو اور بقول بعض سات سو سال ہوئی) کو ہے جو شام کے شہر جابیہ میں رہتا ہے، عبدالمسیح کو مع ایک جماعت کے سطیح کے پاس بھیجا گیا، یہ ایسے وقت پہنچے کہ سطیح تین سو سال اور بعض روایات کے موافق سات سو سال زندہ رہ کر دم توڑ رہا تھا اور اپنے حال میں مشغول تھا، مگر سطیح (حاشیہ: عبدالمسیح) نے بآواز بلند کہا۔

اصَمَّ ام یسمع غطریف الیمن ۔

(یمن کا سردار بہرہ ہو گیا ہے یا سنتا ہے)

عبدالمسیح کی آواز سن کر سطیح نے سر اُبھار کر کہا۔

عَبْدُ الْمَسِيْحَ عَلٰی جَمَلٍ مَشِيْحٍ الی سطیح وقد وافیٰ علی الضریح بَعثَك ملك ساسان لارتجاسِ الایوان وخمودِ النیران ورؤیا المؤبذان رأیٰ ابلًا صِعَاباً تقودُ خیلًا عِراباً قد قطعَتْ دجلةَ وانتشرت فی بلادِها یا عبدَ المسیح اذا کثرت التلاوةُ وظهَرَ صاحب الهراوة وغاضَت بحیرة ساوة وخمدت نار فارس فلیس بابَلُ للفارِس مقامًا ولاالشام لسطیح شامًا یملك منهم ملوكٌ وملكاتٌ علی عدد الشرافات وکل ما هُوَ اٰتٍ اٰت۔

عبدالمسیح تیز رو انٹ پر سطیح کے پاس ایسے وقت پہنچا کہ وہ قبر کے کنارے پہنچ گیا تھا، شاہ فارس نے تجھ کو ایوان کے متزلزل ہونے آتشکدوں کے سرد ہو جانے کا سبب اور موبذان نے جو یہ خواب دیکھا تھا کہ زبردست اونٹوں کے پیچھے عربی گھوڑے دجلہ کو قطع کر کے بلاد فارس میں پھیل گئے اس کی تعبیر پوچھنے بھیجا ہے، اے عبدالمسیح جب تلاوتِ قرآن بکثرت ہونے لگے اور صاحب عصا (مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) ظاہر ہو جائیں بحیرہ ساوہ کا پانی خشک ہو جائے اور فارس کے آتشکدے سرد ہو جائیں تو سمجھ لینا کہ بابل اہل فارس کی جاء قیام نہ رہی اور نہ شام کا ملک سطیح کے واسطے رہا چودہ کنگرے جو ایوان فارس کے گرے ہیں اُن کی شمار کے موافق کل چودہ بادشاہ فارس کے ہوں گے اور جو بات آنے والی ہے نہایت قریب ہے۔

اس گفتگو کے ختم ہوتے ہی سطیح کا دم تو ہوا ہوا، اور عبدالمسیح نے فارس کی راہ لی، کسریٰ انوشرواں سے سارا ماجرا بیان کیا تو اُس نے سن کر کہا چودہ بادشاہ ہونے کے واسطے تو زمانہ دراز چاہئے، اس مدت میں تو بڑے بڑے تغیرات ہو جائیں گے، لیکن مسکین کو یہ خبر نہ تھی کہ وعدۂ خداوندی بہت جلد پورا ہونے والا ہے، چار ہی برس کی قلیل مدت میں

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

دس بادشاہ تو سلطنت کر کے قتل یا معزول ہوئے، باقی چار کا خاتمہ حضرت عثمانؓ کی شروع خلافت تک ہوگیا، لیکن پایۂ تخت اور مملکت فارس کو تو پہلے ہی سے وداع کر گئے تھے، یزدجرد نے دوسروں کے گھر پڑ کر جان دی، اور تین ہزار ایک سو چونسٹھ سال کی قدیم سلطنت کا خاتمہ ہوگیا۔‘‘

(اشاعتِ اسلام المعروف بہ دنیا میں اسلام کیونکر پھیلا، حصہ دوم ص ۱۶۱ تا ص ۱۶۳، طبع دیوبند، سہارنپور، انڈیا)

انبیاء کرامؑ کو احتلام نہیں ہوتا

حافظ امام جلال الدین عبدالرحمٰن ابی بکر السیوطیؒ المتوفیٰ ۹۱۱ھ رقمطراز ہیں۔

’’اخرج الطبرانی من طریق عکرمۃ عن انس ابن عباس والدِّ ینَوَرِیُّ فی (المجالسۃ) من طریق مجاھد عن ابن عباس قال ماالحتلم نبی قط وانما الاحتلام من الشیطان۔‘‘

’’حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ کسی نبی کو کبھی احتلام نہیں ہوا، بے شک احتلام شیطان کی وجہ سے ہوتا ہے۔‘‘

(الخصائص الکبریٰ اوکفایۃ الطالب اللبیب فی خصائص الحبیب عربی جلد ا ص ۷۵ا، طبع مصر)

حضورؐ کے دادا کا اصل نام اور لقب

امام حافظ ابومحمد علی بن احمد بن سعید بن حزمؒ المتوفی ۴۵۶ھ لکھتے ہیں۔

(۱) ’’عبدالمطّلب کا اصل نام شَیْبَۃُ الْحَمْد تھا۔

(جوامع السیرۃ وخمس رسائل اخری لابن حزم عربی ص ۲، طبع مصر)

(۲) علامہ قاضی محمد سلیمان سلمان منصور پوریؒ المتوفیٰ ۱۹۳۰ء لکھتے ہیں۔

’’عبدالمطلب، ان کا نام عامر اور لقب شیبہ ہے، شیبہ کا ترجمہ زال یا بوڑھا ہے، کہتے ہیں کہ یہ لقب صرف تفاول کے لئے تھا، کہ عمر دراز پائی، اور زیادہ صحیح یہ ہے کہ جب یہ پیدا ہوئے تو اس وقت ان کی چندیا میں چند بال سفید موجود تھے۔‘‘

(رحمۃ للعالمین ج ۲ ص ۷۰، طبع لاہور)

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

حضورؐ کے وجود کی خوشبو

امام احمد شھاب الدین الخفاجی المصریؒ المتوفی ۱۰۶۹ھ رقمطراز ہیں۔

’’فی روایۃ البزار وابی یعلی بسند جید عن انس رضی اللّٰہ عنہ ، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ کے راستوں میں سے کسی راستہ سے گزرتے تو اس راستہ میں کستوری کی خوشبو پائی جاتی تھی۔‘‘

(نسیم الریاض فی شرح شفاء القاضی عیاض عربی ج ۱ ص ۳۵۰ طبع بیروت)

حضورؐ کی آشوب چشم کا علاج اور معجزہ

امام علی بن برہان الدین الحلبی الشافعیؒ المتوفی ۱۰۴۴ھ لکھتے ہیں۔

’’ابن الجوزیؒ نے ذکر کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ولادت کے ساتویں سال سخت آشوب چشم ہو گیا، مکہ میں علاج کیا گیا، لیکن وہ فائدہ مند نہ ہوا، عبد المطلب سے کہا گیا کہ عکاظ کے اطراف میں ایک راہب ہے جو آنکھوں کا علاج کرتا ہے، تو وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سواری پر ساتھ لے کر اس کے پاس گیا، وہاں پہنچ کر عبد المطلب نے اس راہب کو آواز دی، اس کا گرجا بند تھا، اس نے کوئی جواب نہ دیا، تو اس کے گرجا میں زلزلہ بپا ہو گیا، حتیٰ کہ اس راہب نے خوف کھایا کہ گرجا اس پر گر پڑے گا، تو وہ تیزی سے باہر نکلا اور اس نے کہا کہ اے عبد المطلب یہ لڑکا اس امت کا نبی ہوگا، اگر میں تیری طرف نہ نکلتا تو میرا گرجا مجھ پر گر جاتا، تو اسے واپس لے جا اور اس کی حفاظت کرتا کہ بعض اہل کتاب اسے قتل نہ کر دیں، پھر اس نے آپؐ کا علاج کیا اور وہ دوائی آپؐ کو دی جس کے ساتھ آپؐ کا علاج کیا جائے۔‘‘

(السیرۃ الحلبیۃ فی سیرۃ الامین المأمون انسان العیون عربی ج ۱ ص ۱۸۳، طبع بیروت)

حضورؐ کا حضرت خدیجہؓ سے نکاح کا خطبہ

امام علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانیؒ المتوفی ۱۳۵۰ھ رقمطراز ہیں۔

’’جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے نکاح کیا، تو جناب خدیجہ کی عمر چالیس برس تھی، انہوں نے آپ کو شادی کا پیغام بھیجا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا سے ذکر کیا، چنانچہ حضرت حمزہ آپ کے ساتھ خویلد بن اسد کے گھر آئے اور انہیں آپ سے منسوب کر دیا، پھر آپ نے ان سے نکاح کیا، جس میں حضرت ابو طالب اور بنو مضر کے رؤسا موجود تھے، خطبۂ نکاح حضرت ابو طالب نے پڑھا۔

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

(ترجمہ عربی خطبہ) ’’تعریف اس خدا کی جس نے ہمیں ابراہیم علیہ السلام اور اسماعیل علیہ السلام کی نسل سے اور معد اور مضر کے خاندان میں پیدا کیا، اور اپنے گھر کا محافظ اور حرم کا نگہبان بنایا، اس گھر میں لوگ حج کرتے ہیں، اس نے حرم کو جائے امن قرار دیا اور ہمیں لوگوں پر برتری عطا کی، میرا یہ بھتیجا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) بن عبداللہ مقابلۃً اوصاف کے لحاظ سے تمام انسانوں سے بہتر ہے، اگر مالی لحاظ سے وہ کمزور ہے، تو مال کی مثال ڈھلتے سائے کی طرح ہے جو ناپائیدار ہے، اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) جن کے خاندان سے تم واقف ہو، آپ کا خدیجہ بنت خویلد (رضی اللہ عنہا) سے نکاح ہوا ہے، اس کا حق مہر آجل و عاجل جتنا بھی مقرر ہوا ہے، وہ میرے مال سے ادا کیا جائے گا، اس کے بعد محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے حالات بہتر ہوں گے اور ان کی شان و شوکت میں اضافہ ہوگا۔‘‘ (حق مہر ساڑھے بارہ اوقیہ سونا مقرر ہوا تھا)۔‘‘

(انوارِ محمدیہ اردو ترجمہ الانوار المحمدية للنبهانی تلخيص المواهب اللدنية للقسطلانی ص۵۴ تا ۵۵، مترجم پروفیسر غلام ربانی عزیز ایم اے، طبع لاہور)

(عربی خطبہ کا متن)

حافظ شہاب الدین ابوالعباس احمد بن محمد القسطلانی المصری الشافعیؒ المتوفی ۹۲۳ھ لکھتے ہیں۔

’’الحمد للّٰه الذی جعلنا من ذرية ابراهيم ، وزرع اسماعيل، وضئضئ معد و عنصر مضر، وجعلنا حضنة بيته ، وسواس حرمه ، وجعل لنا بيتاً محجوجاً وحرماً آمناً ، وجعلنا الحكام على الناس، ثم ان ابن اخى هذا ، محمد بن عبد اللّٰه، لايوزن برجل الارجح به، فان كان فی المال قل، فان المال ظل زائل، وامر حائل، و محمد ممن قد عرفتم قرابته ، وقد خطب خديجة بنت خويلد وبذل لها ما آجله و عاجله من مالى كذا ، وهو۔ واللّٰه۔ بعد هذا له نبأ عظيم وخطر جليل جسيم ، فزوجها ۔‘‘

(شرح العلامة الزَّرقانی على المواهب اللدنية بالمِنَح المحمدية عربی ج۱ص۳۷۶ تا ص۳۷۷، طبع بیروت، لبنان)

حضورؐ اپنے والدین کی اکلوتی اولاد تھے

امام حافظ ابوحاتم محمد بن حِبَّان بن احمد التميمی البُستیؒ المتوفی ۳۵۴ھ رقمطراز ہیں۔

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے والد عبداللہ کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کوئی اولا دنہیں تھی، نہ لڑکا نہ لڑکی، اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت سے پہلے ہی وفات پا گئے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے والد عبداللہ اور ابوطالب ایک ہی ماں سے تھے۔“

(السیرۃ النبویۃ واخبار الخلفاء عربی ص ۴۹، طبع بیروت، لبنان)

حضورؐ کے رضاعی والد کا نام ونسب

امام ابومحمد عبدالملک بن ہشام المعافریؒ المتوفی ۲۱۳ھ لکھتے ہیں۔

”حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے رضاعی والد کا نام حارث بن عبد العُزّی بن رفاعۃ ابن ملّان بن ناصرۃ بن فُصیَّۃ بن نَصر بن سَعد بن بَکر بن ھَوزان تھا۔

(السیرۃ النبویۃ لابن ھشام عربی ج ۱ ص ۱۶۱، طبع مصر)

حضورؐ کا وفات سے قبل آخری کلام

امام ابوالفداء اسماعیل بن کثیرؒ المتوفی ۷۷۴ھ رقمطراز ہیں۔

”وقال الامام مالک فی موطاہ عن اسماعیل بن ابی حکیم، کہ انہوں نے عمر بن عبد العزیزؒ سے سنا، انہوں نے فرمایا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو آخری کلام فرمایا تھا، وہ یہ تھا کہ اللہ یہود ونصاریٰ پر لعنت بھیجے کہ انہوں نے انبیاء کی قبور کو مساجد بنا لیا ہے، عرب کی سرزمین میں دو دین ہرگز باقی نہیں رہیں گے۔“

(السیرۃ النبویۃ لابن کثیر عربی ج ۴ ص ۴۷۱، طبع بیروت، لبنان)

مغربی لابیاں مسلمانوں کے ذہنوں میں یہ بات ڈالنے کی کوشش میں مصروف ہیں کہ اسلامی خلافت کا نظام آج کی دنیا کے تقاضے پورے نہیں کرتا۔ جبکہ مسلم دنیا کے مقتدر طبقوں کی خودسپردگی کی کیفیت یہ ہے کہ اپنے نظریاتی تشخص، تہذیبی امتیاز اور دینی پہچان سے دستبرداری تک سے گریز نہیں کیا جا رہا۔

حضرت مولانا زاھدالراشدی صاحب

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدرؒ
سابق شیخ الحدیث جامعہ نصرۃ العلوم

سیرتِ نبویؐ کی جامعیت

دنیا میں جتنے بھی رسول اور نبی تشریف لائے ہیں ہم ان سب کو سچا مانتے ہیں اور ان پر سچے دل سے ایمان لاتے ہیں اور ایسا کرنا ہمارے فریضہ اور عقیدہ میں داخل ہے ''لا نفرق بین احد من رسله''۔ مگر اس ایمانی اشتراک کے باوجود بھی ان میں سے ہر ایک میں کچھ ایسی نمایاں خصوصیات اور کچھ جداگانہ کمالات و فضائل ہیں جن کو تسلیم کیے بغیر ہرگز کوئی چارۂ کار نہیں ہے۔ مثلاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے جتنے انبیاء و رسل علیہم السلام تشریف لائے ہیں تو ان سب کی دعوت کسی خاص خاندان اور کسی خاص قوم سے مخصوص رہی۔ حضرت نوح علیہ السلام تشریف لائے تو اپنی دعوت کو صرف اپنی ہی قوم تک محدود رکھا۔ حضرت ہود علیہ السلام جلوہ افروز ہوئے تو فقط عاد کو خطاب کیا۔ حضرت صالح علیہ السلام مبعوث ہوئے تو محض قوم ثمود کی فکر لے کر آئے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنی قوم کے پیغمبر تھے۔ حضرت موسٰی علیہ السلام بنی اسرائیل کو نجات دلانے کے لیے بھیجے گئے تھے۔ اور حضرت عیسٰی علیہ السلام تو بس بنی اسرائیل کی کھوئی بھیڑوں کی تلاش اور سراغ میں نکلے تھے۔ جب غیروں نے ان کے روحانی کمالات سے استفادہ کرنے کی اپیل کی تو انہوں نے جواب میں کہا ''لڑکوں کی روٹی لے کر کتوں کو ڈال دینا اچھا نہیں'' (انجیل متی باب ۱۵ آیت ۲۶)

یہی وجہ تھی کہ ان پیغمبروں میں سے کسی ایک نے بھی اپنی قوم سے باہر نظر نہیں ڈالی لیکن جب رحمتِ خداوندی کی وہ عالمگیر گھٹا جو فاران کی چوٹیوں سے اٹھی تھی جس سے انسانیت و شرافت، دیانت و امانت، عدل و انصاف اور تقوٰی و ورع کی مرجھائی ہوئی کھیتیاں پھر سے سرسبز و شاداب ہو کر لہلہا اٹھیں، وہ قوم و جماعت، ملک و زمین، مشرق و مغرب، شمال و جنوب اور بر و بحر کی تمام قیدوں اور پابندیوں سے بالکل آزاد تھی۔ وہ بلا امتیاز وطن و ملت، بلا تفریق نسل و خاندان، بدوں تمیز رنگ و خون، بغیر لحاظ سیاہ و سپید اور بے اعتبار حسب و نسب تا قیامت پوری نسل انسانی کے

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

لیے رحمتِ مہداۃ بن کر نمودار ہوئی اور رب ذوالاحسان نے خود آپ ہی کی زبان فیض رساں سے یہ اعلان کروادیا کہ

قُلْ یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ جَمِیْعًا (پ۹۔اعراف۔ع۱۹)

’’آپ کہہ دیجیئے کہ اے لوگو! بے شک میں تم سب کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں۔‘‘

وہ ابرِ کرم اٹھا تو فاران کی چوٹیوں سے مگر سب روئے زمین پر پھول برساتا اور مژدۂ جانفزا سناتا ہوا چلا گیا اور پوری دھرتی کے چپہ چپہ پر خوب کھلکھلا کر برسا۔ دشت وصحرا نے اس سے آسودگی حاصل کی، بحر و بر اس سے سیراب ہوئے، چمنستانوں نے اس سے رونق پائی، اور ویرانوں کو اس کی فیض پاشی نے لعل و گوہر سے معمور کردیا۔ اہلِ عرب اس سے مستفید ہوئے، باشندگان عجم نے اس سے اکتسابِ فیض کیا، یورپ نے اس کی خوشہ چینی کی اور ایشیا اس کا گرویدہ بنا۔ دنیا کے تمام گمراہوں کو وادیٔ ضلالت سے نکالنے کی اس نے راہنمائی کی اور آوارگانِ دشت غوایت کی رہبری کی اور نسل انسانی کے سب مایوس مریضوں اور ہر قسم کے ناامید بیماروں کو زود اثر تریاق اور نسخۂ شفا بخشا ؎

اتر کر جراء سے سوئے قوم آیا
اور اک نسخۂ کیمیا ساتھ لایا

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت ورسالت صرف نسلِ انسانی ہی کے لیے نہیں بلکہ جنّات بھی اس امر کے مکلّف اور پابند ہیں کہ آپؐ کی نبوت ورسالت کا اقرار کرکے آپؐ کی شریعت پر عمل پیرا ہو کر اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور نجاتِ اخروی تلاش کریں۔ ثقلین (انس وجن) کا مکلّف ہونا نیز جنات کا قرآن کریم کو غور وفکر سے سن کر اس پر ایمان لانا اور پھر جا کر اپنی قوم کو تبلیغ کرنا قرآن مجید میں مصرّح ہے اور عالمین کے مفہوم میں جنات بھی شامل ہیں اور قرآن کریم میں واضح طور پر بیان کیا گیا ہے کہ آپؐ کو تمام جہانوں کے لیے نذیر بنا کر بھیجا گیا ہے ’’لِیَکُوْنَ لِلْعَالَمِیْنَ نَذِیْرًا‘‘۔ اور خود جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ

ارسلت الی الاحمر والاسود قال مجاهد الانس والجن۔

(مستدرك ج ٢ ص ٤٢٤ قال الحاكمؒ والذهبیؒ علی شرطهما)

’’مجھے سرخ اور سیاہ کا رسول بنا کر بھیجا گیا ہے۔ حضرت مجاہدؒ فرماتے ہیں کہ سرخ سے انسان اور سیاہ سے جن مراد ہیں۔‘‘

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

جو مکارمِ اخلاق آپؐ کو خالقِ کونین کی طرف سے مرحمت ہوئے تھے اور جن کی تکمیل کے لیے آپؐ کو اس دنیا میں بھیجا گیا تھا وہ مکلّف مخلوق کی فطرت کے جملہ مقتضیات کے عین مطابق تھے اور جن کا مقصد صرف یہی نہیں تھا کہ ان کے ذریعے روحانی مریضوں کو ان کے بستروں سے اٹھا دیا جائے بلکہ یہ بھی تھا کہ اٹھنے والوں کو چلایا جائے اور چلنے والوں کو بسرعت دوڑایا جائے اور دوڑنے والوں کو روحانی کمال اور اخلاقی معراج کی غایۃ قصوٰی تک اور سعادتِ دنیوی ہی نہیں بلکہ سعادتِ دارین کی سدرۃ المنتہٰی تک پہنچایا جائے۔ اور ان کی نعمت فقط مریضوں کے لیے قوت بخش اور صحت افزاء نہ ہو بلکہ وہ تمام مکلّف مخلوق کی اصل فطری اور روحانی لذیذ غذا بھی ہو۔ اور آپؐ کے مکارمِ اخلاق اور اسوۂ حسنہ نے وہ تمام ممکن اسباب مہیا کر دیے ہیں کہ خلقِ عظیم کی بلند اور دشوار گزار گھاٹی پر چڑھنا آسان اور سہل ہو گیا ہے۔ آپؐ کی بعثت کے اغراض و مقاصد میں سے ایک اہم مقصد یہ بھی تھا جیسا کہ آپؐ نے ارشاد فرمایا ہے کہ

انما بعثت لاتمم صالح الاخلاق و فی روایة مکارم الاخلاق

(قال الشیخ حدیث صحیح۔ السراج المنیر ج ۲ ص ۷۲)

’’مجھے تو اس لیے مبعوث کیا گیا ہے تا کہ میں نیک خصلتوں اور مکارمِ اخلاق کی تکمیل کروں۔‘‘

اور یہ ناقابلِ تردید حقیقت ہے کہ جس طرح دیگر انبیاء کرام علیہم السلام خاص خاص جماعتوں اور مخصوص قوموں کے لیے مصلح اور پیغمبر تھے اسی طرح ان کی روحانیت اور اخلاقی آئینے بھی خصوصی صفات اور اصناف کے مظہر تھے۔ مثلاً حضرت نوح علیہ السلام مجرم اور نافرمان قوم کی نجات کے لیے باوجود قوم کی ایذا رسانی کے سعی بلیغ کی زندہ یادگار تھے۔ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام اخلاص و قربانی کی مجسم مثال تھے کہ انہوں نے اپنے اکلوتے اور عزیز ترین لختِ جگر کو خدا تعالیٰ کی خوشنودی اور رضا جوئی کے لیے اپنی طرف سے ذبح کر ہی ڈالا اور اس کے حکم کی تعمیل میں کسی قسم کی کوتاہی اور کمزوری نہ دکھائی، جس کی ایک ادنیٰ اور معمولی سی برائے نام نقل آج بھی ہر صاحبِ استطاعت مسلمان اتارتا اور ’’سُنَّةَ اَبِیْكُمْ اِبْرَاهِیْم‘‘ کی پیروی کرتا ہوا نظر آتا ہے۔ یہ جدا بات ہے کہ

تیری ذبح ذبحِ عظیم کی ہو مثیل کیوں کر خلوص میں
نہ خلیلؑ کا سا ہے دل تیرا نہ ذبیحؑ کا سا گلا تیرا

حضرت ایوب علیہ السلام صبر و رضا کے پیکر تھے، مصائب و آلام کے بے پناہ سیلاب بہہ گئے مگر وہ مضبوط پہاڑ

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

کی طرح اپنی جگہ ثابت رہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زندگی جرأت حق کا ایک اعلیٰ نمونہ تھی کہ فرعون جیسے جابر اور مطلق العنان بادشاہ کے دربار میں ساون کے بادلوں کی طرح گرج اور صاعقہ آسمانی کی طرح کڑک کر تہلکہ ڈال دیتے تھے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کی صبر آزما حیات یادگارِ دہر تھی کہ اپنے ہی بیٹوں کے ہاتھ سے پیارے یوسفؑ کے سلسلہ میں اذیت اور دکھ اٹھا کر ''فَصَبْرٌ جَمِیْلٌ'' فرما کر خاموش ہوگئے اور اندر ہی اندر آنسوؤں کے طوفان موجیں مارتے ہوئے ساحل امید سے ٹکراتے رہے اور ناامیدی کو قریب نہیں آنے دیا کہ

نگاہِ لطف کے امیدوار ہم بھی ہیں

حضرت یوسف علیہ السلام کی عفت مآب زندگی پاکدامن نوجوان کے لیے باعث صد افتخار ہے کہ انہوں نے ''امراۃ عزیز'' کی تمام مکاریوں اور حیلہ جوئیوں کی استخواں شکن زنجیروں کی ایک ایک کڑی کو معاذ اللہ فرماتے ہوئے پاش پاش کر دیا۔ حضرت داؤد اور حضرت سلیمان علیہما السلام کی شاہانہ زندگی ان سب سے نرالی تھی کہ قبائے سلطنت اور عبائے خلافت اوڑھ کر مخلوقِ خدا کے سامنے ظہور پذیر ہوئے اور اس طریقہ سے عدل و انصاف کے مطابق ان کی خدمت کا عمدہ فریضہ انجام دیا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام توکل و قناعت، زہد و خودفراموشی کی ایک پوری کائنات تھے کہ زندگی بھر سر چھپانے کے لیے ایک جھونپڑی بھی نہیں بنائی اور فرمایا ''اے لوگو! یہ کیوں سوچتے ہو کہ کیا کھاؤ گے؟ فضا کی چڑیوں کے لیے کاشتکاری کون کرتا ہے؟ اور ان کے منہ میں خوراک کون ڈالتا ہے؟ اے لوگو! تمہیں اس کی کیا فکر ہے اور تم یہ کیوں سوچتے ہو کہ کیا پہنو گے؟ جنگل کی سوسن کو اتنی دیدہ زیب پوشاک اور خوبصورت لباس کون پہناتا ہے؟''

یہ تمام بزرگ اور مقدس ہستیاں اپنے اپنے وقت پر تشریف لائیں اور بغیر حضرت مسیح علیہ السلام سب دنیا سے رخصت ہوگئیں۔ لیکن جب قصرِ نبوت اور ایوانِ رسالت کی آخری اینٹ کا ظہور ہوا جس کی انتظار میں دہر کہن سال نے ہزاروں برس صرف کر دیے تھے، آسمان کے ستارے اسی دن کے شوق میں ازل سے چشم براہ تھے، ان کے استقبال کے لیے لیل و نہار بے شمار کروٹیں بدلتے رہے، ان کی آمد سے محض کسریٰ کے محل کے چودہ کنگرے ہی نہیں بلکہ رسم عرب، شان عجم، شوکت روم، فلسفہ یونان اور اوجِ چین کے قصر ہائے فلک بوس گر کر آن واحد میں پیوند زمین ہوگئے تو پورے کرۂ ارض کے لیے ایک عالم گیر سعادت اور ایک ہمہ گیر رحمت لے کر آئی۔ آپؐ کا وجود مقدس روحانیت کے تمام اصناف کی ایک خوشنما کائنات، اخلاق حسنہ کی ایک دلآویز جاذبیت اور

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

رنگ برنگ گل ہائے اخلاق کا ایک پورا چمنستان تھا۔ امتِ مرحومہ کے لیے حضرت نوحؑ کی دلسوزی، حضرت ابراہیمؑ کی خلّت، حضرت ایوبؑ کا صبر، حضرت داوٗدؑ کی مناجات، حضرت موسیٰؑ کی جرأت، حضرت ہارونؑ کا تحمل، حضرت سلیمانؑ کی سلطنت، حضرت یعقوبؑ کی آزمائش، حضرت یوسفؑ کی عفت، حضرت زکریاؑ اور حضرت یحییٰؑ کی تقرب الٰہی کے لیے گریہ وزاری، اور حضرت مسیحؑ کا توکل، یہ تمام منتشر اوصاف آپؐ کے وجود مسعود میں سمٹ کر جمع اور یکجا ہو چکے تھے۔ سچ ہے کہ

؎ حسنِ یوسفؑ دمِ عیسیٰؑ یدِ بیضا داری

آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

غرض کہ دیگر انبیاء کرام علیہم السلام میں سے ہر ایک کی زندگی خاص خاص اوصاف میں نمونہ اور اسوہ تھی مگر سرورِ دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اعلیٰ وارفع زندگی تمام اوصاف واصناف میں ایک جامع زندگی ہے۔ آپؐ کی سیرت مکمل اور آپؐ کا اسوۂ حسنہ ایک کامل ضابطۂ حیات اور دستور ہے۔ اس کے بعد اصولی طور پر کسی اور چیز کی سرے سے کوئی حاجت ہی باقی نہیں رہ جاتی اور نہ کسی اور نظام وقانون کی ضرورت ہی محسوس ہو سکتی ہے۔

؎ سب کچھ خدا سے مانگ لیا تجھ کو مانگ کر

اٹھتے نہیں ہیں ہاتھ مرے اس دعا کے بعد

☆ اگر آپ بادشاہ اور سربراہِ مملکت ہیں تو شاہِ عربؐ اور فرمانروائے عالمؐ کی زندگی آپ کے لیے نمونہ ہے۔

☆ اگر آپ فقیر ومحتاج ہیں تو کملی والےؐ کی زندگی آپ کے لیے اسوہ ہے جنہوں نے کبھی دقل (ردی قسم کی کھجوریں) بھی پیٹ بھر کر نہ کھائیں اور جن کے چولہے میں بسا اوقات دو دو ماہ تک آگ نہیں جلائی جاتی تھی۔

☆ اگر آپؐ سپہ سالار اور فاتح ملک ہیں تو بدر وحنین کے سپہ سالار اور فاتح مکہ کی زندگی آپ کے لیے ایک بہترین سبق ہے جس نے عفو وکرم کے دریا بہا دیئے تھے اور ''لا تثریب علیکم الیوم'' کا خوش آئند اعلان فرما کر تمام مجرموں کو آنِ واحد میں معافی کا پروانہ دے کر بخش دیا تھا۔

☆ اگر آپ قیدی ہیں تو شعبِ ابی طالب کے زندانی کی حیات آپ کے لیے درسِ عبرت ہے۔

☆ اگر آپ تارکِ دنیا ہیں تو غارِ حرا کے گوشہ نشین کی خلوت آپ کے لیے قابل تقلید عمل ہے۔

☆ اگر آپ چرواہے ہیں تو مقام اجیاد میں آپؐ کو چند قراریط (ٹکوں) پر اہل مکہ کی بکریاں چراتے دیکھ کر

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

تسکینِ قلب حاصل کر سکتے ہیں۔

☆ اگر آپ معمار ہیں تو مسجد نبوی کے معمار کو دیکھ کر ان کی اقتداء کر کے خوشی محسوس کر سکتے ہیں۔

☆ اگر آپ مزدور ہیں تو خندق کے موقع پر اس بزرگ ہستی کو پھاوڑا لے کر مزدوروں کی صف میں دیکھ کر اور مسجد نبویؐ کے لیے بھاری بھرکم وزنی پتھر اٹھا اٹھا کر لاتے ہوئے دیکھ کر قلبی راحت حاصل کر سکتے ہیں۔

☆ اگر آپ مجرّد ہیں تو اس پچیس سالہ نوجوان کی پاکدامن اور عفت مآب زندگی کی پیروی کر کے سرورِ قلب حاصل کر سکتے ہیں جس کو کبھی کسی بدترین دشمن نے بھی داغدار نہیں کیا اور نہ کبھی اس کی جرأت کی ہے۔

☆ اگر آپ عیال دار ہیں تو آپ متعدد ازواج مطہرات کے شوہر کو ''انا خیرکم لاھلی'' فرماتے ہوئے سن کر جذبۂ اتباع پیدا کر سکتے ہیں۔

☆ اگر آپ یتیم ہیں تو حضرت آمنہ کے لعل کو یتیمانہ زندگی بسر کرتے دیکھ کر آپؐ کی پیروی اور تاسّی کر سکتے ہیں۔

☆ اگر آپ ماں باپ کے اکیلے بیٹے ہیں اور بہنوں اور بھائیوں کے تعاون وتناصر سے محروم ہیں تو حضرت عبداللہؓ کے اکلوتے بیٹے کو دیکھ کر اشک شوئی کر سکتے ہیں۔

☆ اگر آپ باپ ہیں تو حضرت زینبؓ، رقیہؓ، ام کلثومؓ، قاسمؓ اور ابراہیمؓ (وغیرہ) کے شفیق ومہربان باپ کو ملاحظہ کر کے پدرانہ شفقت پر آمادہ ہو سکتے ہیں۔

☆ اگر آپ تاجر ہیں تو حضرت خدیجہؓ کے تجارتی کاروبار میں آپؐ کو دیانت دارانہ سعی کرتے ہوئے معائنہ کر سکتے ہیں۔

☆ اگر آپ عابد شب خیز ہیں تو اسوۂ حسنہ کے مالک متورّم قدموں کو دیکھ کر اور ''افلا اکون عبداً شکوراً'' فرماتے ہوئے آپؐ کی اطاعت کو ذریعۂ تقربِ خداوندی اختیار کر سکتے ہیں۔

☆ اگر آپ مسافر ہیں تو خیبر وتبوک کے مسافر کے حالات پڑھ کر طمانیتِ قلب کا وافر سامان مہیا کر سکتے ہیں۔

☆ اگر آپ امام اور قاضی ہیں تو مسجد نبوی کے بلند رتبہ امام اور فصل خصومات کے بے باک اور منصف مدنی جج کو بلا امتیاز قریب وبعید اور بغیر تفریق قوی وضعیف فیصلہ صادر فرماتے ہوئے مشاہدہ کر سکتے ہیں۔

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

☆ اور اگر آپ قوم کے خطیب ہیں تو خطیبِ اعظم کو منبر پر جلوہ افروز ہو کر بلیغ اور مؤثر خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے اور غافل قوم کو ''انی انا نذیر العریان'' فرما کر بیدار کرتے ہوئے ملاحظہ کر سکتے ہیں۔

الغرض زندگی کا کوئی قابل قدر اور مستحق توجہ پہلو اور گوشہ ایسا باقی نہیں رہ جاتا جس میں سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معصوم اور قابل اقتداء زندگی ہمارے لیے بہترین نمونہ، عمدہ ترین اسوہ اور اعلیٰ ترین معیار نہ بنتی ہو۔ پس اس وجودِ قدسی پر لاکھوں بلکہ کروڑوں درود وسلام جس کے وجودِ مسعود میں ہماری زندگی کے تمام پہلو سمٹ کر آجاتے ہیں اور ہماری روح کا ایک ایک گوشہ عقیدت واخلاص کے جوش سے معمور ہو جاتا ہے جب ہم یہ خیال کرتے ہیں کہ دنیا کے لعل وگوہر کا جو پائیدار خزانہ تمام ارض وسماء اور بحر وبر چھان ڈالنے کے بعد بھی کسی قسمت پر جمع نہیں ہو سکتا تھا وہ انمول خزانہ امت مرحومہ کو اپنے پیارے نبیؐ کے اسوۂ حسنہ، اپنے برگزیدہ رسولؐ کی سنتِ صحیحہ اور اپنے مقبول رسولؐ کے معدنِ حدیث کی ایک ہی کان اور معدن سے فراہم ہو گیا ہے، اور قرآن کریم کے بعد ہماری تمام بیماریوں کا مداوا حدیث پاک میں علیٰ وجہ الاتم موجود ہے۔

؎ اصل دین آمد کلام اللہ معظم داشتن
پس حدیث مصطفیٰ بر جاں مسلّم داستن

مخبرِ صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت کی نشانیوں میں سے ایک '' یرفع العلم '' علم کا اٹھالیا جانا بھی ارشاد فرمایا ہے اور اس کی صورت '' بقبض العلماء '' علماء کی موت سے تعبیر فرمائی ہے، عالمِ اسلام کے ایک نامور حق گو اور محقق عالمِ دین شیخ محمد یوسف القرضاوی بھی عالمِ فانی سے عالمِ جاودانی کی طرف رحلت فرما گئے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اللہ کریم غریقِ رحمت فرمائے۔

مولانا محمد فیاض خان سواتی

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

مولانا زاہد الراشدی

اسلام آباد میں مسجد سلطان محمد الفاتحؒ کا سنگ بنیاد

انیس ستمبر کو اسلام آباد کے سیکٹر ای ۔الیون میں سلطان محمد الفاتح رحمہ اللہ تعالیٰ کے نام سے موسوم مسجد کے سنگ بنیاد کی تقریب میں شرکت کا موقع ملا، پارلیمنٹ ہاؤس کے خطیب مولانا قاری احمد الرحمٰن (فاضل جامعہ نصرۃ العلوم) مسجد کے بانی و منتظم ہیں، سینیٹر مولانا عطاء الرحمٰن اور سینیٹر مصطفیٰ نواز کھوکھر اس تقریب کے مہمان خصوصی تھے اور ان کے ساتھ مجھے بھی یہ اعزاز بخشا گیا تھا جبکہ دیگر معزز شخصیات بھی اس میں شریک تھیں، اس موقع پر جو گذارشات پیش کیں ان کا خلاصہ درج ذیل ہے۔

بعد الحمد والصلوٰۃ! آج کی تقریب میں شرکت دو حوالوں سے میرے لیے خوشی کا باعث ہے، ایک یہ کہ مسجد کے سنگ بنیاد کی تقریب ہے جو ہر مسلمان کے لیے خوشی اور برکت کا مرکز ہے، مسجد انسانی سوسائٹی کا نقطۂ آغاز اور زیرو پوائنٹ ہے کہ آدم علیہ السلام نے زمین پر آنے کے بعد بیت اللہ تعمیر کیا تھا، جسے قرآن کریم نے ''ان اول بیت وضع للناس'' سے تعبیر کیا ہے گویا اسی سے انسانی سوسائٹی کا آغاز ہوا تھا، اسی طرح مسجد مسلم سوسائٹی کا بھی نقطہ آغاز ہے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ مکرمہ میں قریش کے جبر وظلم کے ماحول سے نکل کر مدینہ منورہ کے آزادانہ ماحول میں اجتماعی زندگی کا آغاز کیا تو قبا کے چند روزہ قیام کے دوران مسجد بنائی اور وہاں سے یثرب منتقل ہونے کے بعد بھی پہلے مسجد تعمیر کی اور پھر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حجروں کی تعمیر ہوئی گویا مسلم سوسائٹی کا زیرو پوائنٹ بھی مسجد ہے جہاں سے اسلامی سماج کا آغاز ہوتا ہے۔

آپ حضرات اسلام آباد میں مسجد تعمیر کر رہے ہیں اور مسلم تاریخ کی ایک عظیم شخصیت کے نام سے اس مسجد کو موسوم کیا گیا ہے، اس لئے اس حوالے سے ایک اور بات بھی گذارش کرنا چاہوں گا کہ مسجد نبویؐ ابتداء میں کچی اینٹوں، پتھروں اور مٹی سے تعمیر ہوئی تھی جو حضرت ابوبکر صدیقؓ کے دور میں اسی طرح رہی، حضرت عمرؓ نے توسیع کیے بغیر اس میں کچھ تعمیری تبدیلیاں کیں جبکہ حضرت عثمانؓ نے اس میں توسیع کر کے اسے پختہ تعمیر کرایا، اس موقع پر

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

پرانی مسجد کو شہید کرنے کے حوالے سے لوگوں میں باتیں ہونے لگیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اپنے ہاتھوں سے اسے تعمیر کیا تھا، اسے شہید کیسے کیا جائے گا؟ تو بخاری شریف کی روایت کے مطابق حضرت عثمانؓ نے جمعہ کے خطبہ میں فرمایا کہ ’’لقد اکثرتم ‘‘تم لوگوں نے بہت سی باتیں کر لی ہیں جبکہ میں نے مسجد کو شہید کر کے از سرِ نو تعمیر کرنے کا ارادہ کیا ہے، اس لیے کہ میں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے مسجد تعمیر کرے گا، اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں (مثلہ) ویسا ہی گھر بنائے گا، اس کا مطلب محدثین یہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے جنت میں پختہ اور وسیع گھر چاہیے اس لئے نئی، پختہ اور وسیع مسجد تعمیر کروں گا، اس لیے جہاں بھی کوئی نئی مسجد تعمیر ہوتی ہے میں بنانے والوں سے کہا کرتا ہوں کہ یہ بات سامنے رکھ کر مسجد تعمیر کریں کہ جنت میں کیسا گھر درکار ہے؟ یہی بات آپ دوستوں سے بھی عرض کرتا ہوں کہ یہ اسلام آباد ہے اور سلطان محمد فاتحؒ کے نام سے مسجد تعمیر ہو رہی ہے، اس کا پوری طرح لحاظ رکھیں، اللہ تعالیٰ آپ کو اس کی توفیق دیں۔ آمین

دوسری بات یہ عرض کروں گا کہ جس شخصیت کے نام سے یہ مسجد موسوم کی گئی ہے اس کا شمار ہمارے ملّی ہیروز میں ہوتا ہے، خلافت عثمانیہ کی اپنی ایک تاریخ ہے کہ اس نے خلافت عباسیہ کے بکھر جانے کے بعد امت کی قیادت سنبھالی اور صدیوں یہ فریضہ پورے وقار کے ساتھ سرانجام دیا، سلطان محمد فاتحؒ قسطنطنیہ کے فاتح ہیں جس کے بارے میں جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات میں بہت سی خوش خبریوں کا تذکرہ موجود ہے، قسطنطنیہ کی فتح صرف مسلم تاریخ کا نہیں بلکہ عالمی تاریخ کا بھی ایک اہم واقعہ ہے، پھر جس محیر العقول طریقہ سے سلطان محمدؒ نے اسے فتح کیا وہ بجائے خود تاریخ کا ایک اہم باب ہے، قسطنطنیہ کو ہر حوالہ سے ناقابل تسخیر سمجھا جاتا تھا، جسے سلطان محمدؒ نے اردگرد پہاڑوں پر میلوں تک چربی پھیلا کر وہاں سے بحری جہازوں کو دھکیل کر شہر تک پہنچایا اور شہر کو فتح کیا جس کے بعد قسطنطنیہ کو امت مسلمہ کے عالمی مرکز کی حیثیت حاصل ہوئی۔

خلافت عثمانیہ کے ساتھ ہمارا ایک اور تاریخی رشتہ بھی ہے کہ برطانوی استعمار کے نوآبادیاتی دور میں اس سے نجات حاصل کرنے کے لیے جو عظیم الشان تحریکات بپا ہوئیں ان میں تحریک خلافت کو مرکزی حیثیت حاصل ہے، جو خلافت عثمانیہ کے تحفظ کے لیے چلائی گئی تھی، اس دور میں برطانیہ ترکی خلافت عثمانیہ کو ختم کرنے کے لیے دوسری قوموں کے ساتھ مل کر منصوبہ بندی کر رہا تھا، ہمارے ہاں مولانا محمد علی جوہرؒ، مولانا شوکت علیؒ، حکیم محمد اجمل خانؒ اور مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانویؒ جیسے اکابر کی راہ نمائی میں تحریک خلافت کے ذریعہ خلافت عثمانیہ کے ساتھ ہم آہنگی کا

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

اظہار کیا گیا اور برصغیر کے طول وعرض میں اس تحریک نے خود یہاں کے باشندوں میں آزادی کی روح پھونک دی، میں تحریک خلافت کو برصغیر پاک وہند کی سیاسی تحریکات کی نرسری کہا کرتا ہوں کہ اس کے بعد کی تمام سیاسی جماعتوں کو راہنماؤں اور کارکنوں کی ایک کھیپ ملی اور تحریک آزادی اپنے منطقی نتیجہ کو پہنچی۔

خلافت عثمانیہ کو عالمی سیاست میں اپنے عروج کے دور میں فیصلہ کن قیادت کا درجہ حاصل تھا جس کی ایک جھلک سابق وزیراعظم پاکستان محترمہ بے نظیر بھٹو مرحومہ کے اس تاریخی جملہ میں دیکھی جا سکتی ہے کہ جب بوسنیا اور سربیا میں مسلمانوں کا قتل عام ہو رہا تھا تو ایک عالمی جریدہ کو انٹرویو دیتے ہوئے محترمہ نے عالم اسلام کی بے بسی کا ان الفاظ میں اظہار کیا تھا کہ ”اب تو کوئی اوتومان ایمپائر (خلافت عثمانیہ) بھی نہیں ہے جس کے سامنے ہم اپنا مسئلہ رکھ سکیں“ اس سے خلافت عثمانیہ کی اہلیت کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔

بہرحال خوشی کی بات ہے کہ ہمیں خلافت عثمانیہ یاد ہے اور سلطان محمد فاتحؒ کی یاد بھی ہمارے ذہنوں اور دلوں میں موجود ہے، اللہ تعالیٰ ہمارے اس جذبہ واحساس کو ایک بار پھر بیداری اور عزم نو سے نوازیں، آمین یارب العالمین

ان گذارشات کے ساتھ میں مولانا قاری احمد الرحمٰن صاحب، جناب مصطفیٰ کھوکر صاحب اور دیگر سب دوستوں کو مبارک باد پیش کرتا ہوں اور دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس مسجد کو جلد از جلد تکمیل عطا فرمائیں اور اسے ہماری ملّی حمیت اور جذبات واحساسات کی بیداری کا مرکز بنائیں، آمین یارب العالمین

حصولِ روزگار کیلئے بیرون ملک جانے کے رجحان کو کسی نظم وضبط کے دائرہ میں لانا ضروری ہے اور حکومت کو اس سلسلہ میں ٹھوس لائحہ عمل اختیار کرنا چاہیے تاکہ باہر جانے والی افرادی قوت ملک وقوم کیلئے اقتصادی لحاظ سے فائدے کا ذریعہ بننے کے ساتھ ساتھ قومی وقار میں اضافے کا باعث بھی بنے۔

حضرت مولانا زاھدالراشدی صاحب

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

[خطاب] مولانا محمد فیاض خان سواتی
[ضبط وترتیب] محمد حذیفہ خان سواتی

ٹرانس جینڈر بل، اسلام اور پاکستان

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى، خُصُوْصاً عَلٰى سَيِّدِ الرُّسُلِ وَخَاتَمِ الْاَنْبِيَآءِ، وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ نُجُوْمِ الْهُدٰى، اَمَّا بَعْدُ، فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ○

فَاَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ حَنِيْفًا ، فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِىْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا، لَا تَبْدِيْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ، ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ، وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ○

صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ، وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُهُ النَّبِىُّ الْكَرِيْمُ، وَنَحْنُ عَلٰى ذٰلِكَ لَمِنَ الشّٰهِدِيْنَ وَالشّٰكِرِيْنَ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ -

محترم حاضرین و برادران اسلام وخواتین محترمات!

ٹرانس جینڈر بل ایٹم بم سے زیادہ خطرناک ہے

میں نے آپ کے سامنے قرآن کریم اکیسویں پارہ میں سے ''سورۃ الروم'' کی آیت نمبر ۳۰ تلاوت کی ہے، جس کی روشنی میں آج میں ''ٹرانس جینڈر بل'' کے نام سے پاکستان میں جو قانون پاس ہونے کے مراحل میں داخل ہے، اس کی طرف آپ کی توجہ مبذول کرانا چاہوں گا، اس قانون کو پہلے ۲۰۱۸ء میں پاس کیا گیا تھا، جو اب مختلف مراحل سے گزرتا ہوا آخری مراحل میں پہنچ گیا ہے، بزرگانِ دین نے یہ پیغام بھیجا ہے کہ عوام الناس کے شعور کو بیدار کرنے کیلئے اس بارے میں کچھ بات کی جائے، چنانچہ آج اس حوالے سے میں اللہ تبارک وتعالیٰ کی تخلیق اور اس کے ضمن میں جنس کی تبدیلی پر کچھ بات کروں گا، اس بابت شریعت اسلامیہ کا اصول کیا ہے، پاکستان کا آئین کیا کہتا ہے اور ان دونوں کے مدمقابل ہم کیا قانون پاس کر رہے ہیں، یہ بہت بڑا المیہ ہے، میں اختصاراً یہ کہنا چاہوں گا کہ

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

اگر پاکستان میں یہ بل خدانخواستہ پاس ہوگیا تو ہمارے معاشرتی نظام، آئینی سسٹم اور تہذیب وتمدن پر اتنا خطرناک بم گرے گا کہ الامان والحفیظ، ایٹم بم سے اتنی تباہی نہیں ہوگی جتنی اس سے ہوگی، جس سے ہمیں اور ہماری آنے والی نسلوں کو بہت زیادہ نبرد آزما ہونا پڑے گا۔ سب سے پہلے تلاوت کردہ آیت کا ترجمہ ومفہوم عرضِ خدمت ہے۔

حنیف کسے کہتے ہیں؟

اللہ تبارک وتعالیٰ نے جناب رسول اللہؐ کو یہ حکم فرمایا فَاَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ حَنِيْفًا پس آپ قائم کریں اپنے چہرے کو دین کیلئے حنیف بن کر یعنی یکسو ہو کر، ہر طرف سے ہٹ کر، جب چہرے کا لفظ آتا ہے تو اس سے مراد شخصیت اور پوری ذات ہوتی ہے، چہرہ انسان کی شخصیت کا تعارف ہوتا ہے، تو فرمایا کہ آپ اپنی ذات کو دین کیلئے قائم کریں حَنِيْفًا ہر طرف سے یکسو ہو کر، حنیف اس کو کہتے ہیں جو ہر طرف سے ہٹ کر ایک خدا کی طرف مائل ہو۔

حضرت امام شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ فرماتے ہیں حنیف اس کو کہتے ہیں جو خدا کی توحید کا قائل ہو، کعبۃ اللہ کی طرف رخ کر کے نماز پڑھتا ہو، بیت اللہ شریف کا حج کرتا ہو اور ختنہ کرتا ہو۔ یہی لفظ اللہ نے حضرت ابراہیمؑ کے بارے میں قرآن کریم میں ارشاد فرمایا ہے کہ وَلٰكِنْ كَانَ حَنِيْفاً مُسْلِماً وہ حنیف اور مسلمان تھے، انہی سے ختنہ کا سلسلہ شروع ہوا تھا، حج کا سلسلہ بھی انہی سے شروع ہوا اور بیت اللہ کی تعمیر نو بھی انہی کے ہاتھوں سے ہوئی۔

فطرت کیا ہے؟

الغرض! جناب رسول اللہؐ کو بھی یہی حکم دیا گیا کہ آپ سیدھا کریں اپنے چہرے کو دین کیلئے یکسو ہو کر فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِىْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا یہ اللہ کی فطرت ہے جس پر اس نے لوگوں کو بنایا ہے۔

فطرت کو اسلام کے ساتھ بھی تعبیر کرتے ہیں، جناب رسول اللہؐ نے اس کی وضاحت فرمادی ہے، مسلم شریف میں ہے كُلُّ مَوْلُوْدٍ يُوْلَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ فَاَبَوَاهُ يُهَوِّدَانِهٖ اَوْ يُنَصِّرَانِهٖ اَوْ يُمَجِّسَانِهٖ اَوْ يُشَرِّكَانِهٖ ہر پیدا ہونے والا بچہ فطرت پر پیدا ہوتا ہے، فطرت کا مطلب اسلام ہے، پھر اس کے والدین اس کو جس طرف لے جائیں، یہودی، عیسائی، مجوسی یا مشرک بنادیں، امام نسفیؒ، امام جلال الدین سیوطیؒ اور جمہور مفسرین کرامؒ فرماتے ہیں کہ فطرت کا معنیٰ وہ صلاحیت اور استعداد بھی ہے جس کے ساتھ انسان برائی اور اچھائی میں امتیاز کر سکے، نتیجۃً نیکیاں انجام دے سکے اور برائیوں سے اجتناب کر سکے، ایسے ملکہ کو بھی فطرت کہتے ہیں۔ تو یہاں فِطْرَتَ اللّٰهِ سے مراد اسلام ہے۔

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

آ گے فطرت پھر دو طرح سے ہوتی ہے، ایک روحانی طور پر اور ایک جسمانی طور پر، عقیدہ اور فکر کے لحاظ سے اللہ تبارک وتعالیٰ نے فطرت کو اسلام سے تعبیر کیا، جبکہ جسمانی ساخت کے لحاظ سے انسان کا ڈھانچہ ہے جو اللہ نے اس کو عطا کیا ہے، دنیا کے تمام انسان اللہ کی تخلیق ہیں، ان کا ڈھانچہ اور جسم اللہ کا دیا ہوا ہے، نہ اس کو اپنی روحانی فطرت، یعنی اسلام کو تبدیل کرنے کی اجازت ہے اور نہ ہی جسمانی فطرت، یعنی اپنے ڈھانچے کو تبدیل کرنے کی اجازت ہے، تلاوت کردہ آیت میں اللہ تعالیٰ نے واضح فرمادیا ہے کہ لَا تَبْدِيْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ اللہ کی بنائی ہوئی چیز میں تبدیلی نہیں ہوسکتی، یہ ایک اصولی بات ہے، اللہ نے جو چیز پیدا کی ہے، اس میں تبدیلی کرنے کا کوئی مجاز نہیں ہے، فرمایا ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ یہ مضبوط دین ہے وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ لیکن اکثر لوگ جانتے نہیں ہیں، اس کی پرواہ نہیں کرتے اور اس پر عمل پیرا نہیں ہوتے۔

تخلیقِ الٰہی اور جنس وصنف کی تفریق

یہ اس آیت کا ترجمہ ومفہوم تھا، اس کے ضمن میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اللہ کی تخلیق کو سمجھنا از حد ضروری ہے کہ اس نے انسانوں کی تخلیق کیسے کی ہے، کن کن اصناف اور کن کن جنسوں میں کی ہے، قرآن کریم میں مختلف مقامات میں اس کا ذکر موجود ہے، اس سلسلہ میں کہیں اور جانے کی ضرورت ہی نہیں پڑتی، کچھ باتیں قرآن کریم میں اور کچھ باتیں جناب رسول اللہؐ کے فرامین میں بیان ہوئی ہیں۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے انسان کی تخلیق کے بارے میں سورۃ القیامۃ میں فرمایا فَجَعَلَ مِنْهُ الزَّوْجَيْنِ الذَّكَرَ وَالْاُنْثٰى انسان کو ہم نے ایک حقیر قطرۂ آب سے جوڑے کی شکل میں پیدا کیا ہے، یہ اللہ کی طرف سے دو جنسیں ہیں، مرد اور عورت، اللہ تبارک وتعالیٰ قرآن کریم کے ایک دوسرے مقام (الشوریٰ۔۴۹، ۵۰) میں اپنی قدرت کاملہ کا اظہار کرتے ہوئے یہ بھی فرماتے ہیں کہ لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اللہ ہی کیلئے ہے بادشاہی آسمانوں اور زمینوں کی يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ وہ جو چاہے پیدا کرتا ہے يَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ اِنَاثًا وَّيَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ الذُّكُوْرَ جس کو چاہے لڑکے دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے لڑکیاں دیتا ہے اَوْ يُزَوِّجُهُمْ ذُكْرَانًا وَّاِنَاثًا یا ان کو جوڑے جوڑے دیتا ہے بچے اور بچیاں دونوں، اور اگر وہ چاہے تو وَيَجْعَلُ مَنْ يَّشَآءُ عَقِيْمًا یعنی جس کو چاہے بانجھ بنادے، غرضیکہ کسی کو دیتا ہی نہیں ہے اِنَّهٗ عَلِيْمٌ قَدِيْرٌ اللہ بہت جاننے والا اور قدرت رکھنے والا ہے۔ یہ اللہ کی قدرت اور اس کا شاہکار ہے، لہٰذا جو خدا کی قدرت میں اس کے ساتھ

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

مقابلہ کرے گا، وہ کبھی کامیاب نہیں ہوسکتا ہے۔

قدرتِ الٰہی کے نمونے

اس دنیا میں سب سے برگزیدہ ہستیاں انبیاءؑ ہوتے ہیں، پھر درجہ بدرجہ باقی انسان ہیں، حضرت آدمؑ کو اللہ نے اپنی قدرت کاملہ سے بغیر باپ اور بغیر ماں کے مٹی سے تخلیق کر دیا، ایسا وہی کر سکتا ہے، پھر ان کی بیوی اماں حواؑ کو بغیر ماں کے پیدا کر دیا، ان کی ماں نہیں ہے، باپ تو آدمؑ سب کے ہیں، جناب رسول اللہؐ نے فرمایا حضرت آدمؑ سب انسانوں کے باپ ہیں، اماں حواؑ بھی ان میں شامل ہیں، چنانچہ ان کا باپ ہوا، لیکن ماں کوئی نہیں ہوئی، یہ اللہ کی قدرت کاملہ ہے، پھر حضرت عیسیٰؑ کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے بغیر باپ کے پیدا کر دیا، ان کی ماں حضرت مریمؑ ہیں، لیکن باپ نہیں ہے، یہ بھی اس کی قدرت کاملہ ہے، لیکن عام انسانوں کیلئے یہ قانون رکھا ہے کہ میاں بیوی کے ملاپ کے ساتھ اولاد ہوتی ہے، تاہم اپنی قدرت کے اظہار کیلئے بسا اوقات وہ ایسی باتیں بھی سامنے لاتا ہے، چنانچہ بہت سے پیغمبروں کی اولاد کا ذکر قرآن کریم اور احادیث مبارکہ میں موجود ہے، مثلاً حضرت ابراہیمؑ کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے صرف بیٹے ہی دیے، بیٹی نہیں دی، ان کے بارہ یا تیرہ بیٹے ہوئے، اسی طرح ان کے بھتیجے حضرت لوطؑ کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے صرف بیٹیاں ہی بیٹیاں عطا کیں، بیٹا کوئی نہیں دیا، یہ اللہ کی قدرت ہے، حضرت یحییٰؑ کو یہودیوں نے شہید کر دیا تھا، ان کی شادی ہی نہیں ہوئی، اس لیے ان کی اولاد بھی نہیں تھی، حضرت عیسیٰؑ کو اللہ نے جب زندہ آسمان پر اٹھایا، اس وقت تک ان کی شادی نہیں ہوئی تھی، اس لیے ان کی بھی اولاد نہیں ہے، جناب رسول اللہؐ نے فرمایا کہ جب وہ قربِ قیامت میں نزول فرمائیں گے تو ان کی شادی ہوگی اور اولاد بھی ہوگی، اسی طرح ہمارے نبی آخر الزمان حضرت محمدؐ کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے اولاد دی، بیٹے بھی اور بیٹیاں بھی، آپؐ سب سے آخری نبی ہیں، تو یہ اللہ کی قدرت کاملہ ہے، بہت سے لوگ ایسے ہوتے ہیں جن کو اللہ تبارک وتعالیٰ اولاد ہی نہیں دیتا، یہ اس کی حکمت پر منحصر ہے، وہ جس کو چاہے دیتا ہے، چنانچہ جن کو اللہ اولاد دیتا ہے، یہ ان کیلئے بہت بڑی نعمت ہوتی ہے۔

جنس کی تفریق اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے ہے، کسی کو مرد بنایا، کسی کو عورت بنایا، اللہ کی قدرت کاملہ سے ان میں سے بعض صحت مند پیدا ہوتے ہیں اور بعض معذور پیدا ہوتے ہیں، جیسے پاگل اور ناقص الاعضاء وغیرہ، ان ہی میں سے ایک قسم کے معذوروں کو ہیجڑے اور خنثیٰ کہتے ہیں، یہ بھی دنیا میں موجود ہیں، پوری دنیا کا

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

حساب لگائیں تو کافی تعداد میں ہیں ،ملکوں کا حساب لگائیں تو ان میں تھوڑے تھوڑے ہیں، ہمارے ملک پاکستان کی مردم شماری کے حساب سے صرف دو فیصد ہیں، یہ بھی اللہ کی قدرت کا ملہ کا حصہ ہیں، اسلام نے ان لوگوں کے حقوق پر بھی بحث کی ہے۔

ٹرانس جینڈر ربل، اسلام اور آئین پاکستان

یورپ تو اپنے مطالب ومفاد کیلئے بہت سے قوانین بنا تا ہے، آج کل ٹرانس جینڈر ربل کی بات چل رہی ہے، یورپ میں تو یہ عام ہے کہ جو مرد چاہے اپنی جنس تبدیل کر لے اور عورت بن جائے ،اسی طرح جو عورت چاہے اپنی جنس تبدیل کرلے اور مرد بن جائے، وہاں یہ بات نارمل سمجھی جاتی ہے، وہاں اسکولوں میں ہی چھوٹے بچوں کو جنس کی تبدیلی کی ترغیب دینا شروع کر دی جاتی ہے، پھر اس کیلئے ماں باپ یا اور کسی کی اجازت کی بھی ضرورت نہیں ہے، ایسے لوگوں کا قانون تحفظ کرتا ہے، وہ جب مرضی ہو جا کر اپنی جنس تبدیل کروا سکتے ہیں، لیکن اسلام اس کی اجازت نہیں دیتا، جو ہیجڑے ہیں ان میں بعض کی علامات مردوں کی زیادہ ہوتی ہیں، اسلام نے ان کے حقوق مردوں کے ساتھ رکھے ہیں، جن میں عورتوں کی علامتیں زیادہ ہوتی ہیں ان کو عورتوں کے ساتھ شامل کیا ہے، اور جن کی علامات کا پتہ نہیں چلتا ان کو خنثیٰ مشکل کہتے ہیں، ان کے حقوق بھی متعین کیے ہیں، لیکن ان کے حقوق کی آڑ میں بین الاقوامی طاقتیں کچھ ایسے حقوق اور قوانین پاس کر رہی ہے جو سراسر اسلام اور پاکستان کے آئین کے خلاف ہیں، یہ اصل میں شیطان کا وسوسہ ہے۔

ٹرانس جینڈر ربل شیطان کا وسوسہ ہے

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں اس کے بارے بیان کر دیا ہے کہ اس طرح کی سوچ لوگوں میں کب پیدا ہوتی ہے، سورۃ النساء میں ہے وَلَأُضِلَّنَّهُمْ وَلَأُمَنِّيَنَّهُمْ وَلَآمُرَنَّهُمْ فَلَيُبَتِّكُنَّ آذَانَ الْأَنْعَامِ وَلَآمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ جب اللہ نے شیطان سے کہا کہ آدم کو سجدہ کر، اس نے کہا میں نے نہیں کرنا، یہ مٹی سے بنا ہے اور میں آگ سے، پھر اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس کو راندۂ درگاہ کر دیا، اس وقت جو چیلنج بازی ہوئی تھی اس میں یہی تھا، اللہ نے قرآن سورۃ ص میں فرمایا قَالَ فَبِعِزَّتِكَ لَأُغْوِيَنَّهُمْ أَجْمَعِينَ ،إِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِينَ شیطان نے کہا تیری عزت کی قسم میں ضرور ان تمام کو بہکاؤں گا، مگر تیرے کچھ مخلص بندے میری پکڑ سے بچ جائیں گے، ان پر میرا وسوسہ اثر نہیں کرے گا، اللہ نے جواب میں کہا تھا قَالَ فَالْحَقُّ وَالْحَقَّ أَقُولُ میری بات سچ ہے اور میں سچ ہی کہتا ہوں لَأَمْلَأَنَّ جَهَنَّمَ مِنْكَ وَمِمَّنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ أَجْمَعِينَ میں تیرے اور تیرے پیروکار

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

سب کے ساتھ جہنم کو بھر دوں گا۔

یہاں سورۃ النساء کی آیت میں بھی یہی چیلنج بازی ہے جو اس نے اللہ تبارک وتعالیٰ کے ساتھ کی تھی کہ میں تیرے بندوں میں سے نَصِيبًا مَّفْرُوضًا ایک حصہ مقررہ کو اپنے جال میں پھنساؤں گا، چنانچہ اس کا جال میں پھنسانا اللہ نے بتلایا ہے کہ وہ کس طرح پھنسائے گا، شیطان نے کہا وَلَأُضِلَّنَّهُمْ اور میں ان کو ضرور گمراہ کروں گا وَلَأُمَنِّيَنَّهُمْ اور ان کو باطل آرزوئیں دلاؤں گا کہ تم یہ کرلو یہ اچھا ہے اور یہ نہ کرو یہ برا ہے وَلَآمُرَنَّهُمْ اور اُن کو حکم دوں گا فَلَيُبَتِّكُنَّ اٰذَانَ الْاَنْعَامِ پس وہ اپنے جانوروں کے کان چھیدیں گے۔ یہ لوگ شیطان کے بہکاوے میں آ کر اپنے جانوروں کے کانوں میں سوراخ کرتے تھے، ان کو غیر اللہ کے نام پر کھلا چھوڑ کر پابندی لگا دیتے تھے کہ ان کو ذبح نہیں کرنا، ان کو چھیڑنا نہیں اور کچھ نہیں کہنا، سورۃ المائدہ میں اللہ نے ان کا رد فرمایا کہ مَا جَعَلَ اللّٰهُ مِنْ بَحِيْرَةٍ وَّلَا سَآئِبَةٍ وَّلَا وَصِيْلَةٍ وَّلَا حَامٍ۔ آج کل بھی آپ دیکھتے ہیں کہ گائے کو کھلا چھوڑ دیتے ہیں، اس کو کوئی کچھ نہیں کہتا، وہ دوکانوں اور مختلف جگہوں میں جا کر چیزوں کو منہ مارتی ہے، یہ وہی نظریات ہیں۔

میرے موضوع سے متعلق اگلا جملہ ہے، شیطان نے اس موقع پر یہ بھی کہا وَلَآمُرَنَّهُمْ اور میں ان کو حکم دوں گا فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ کہ وہ اللہ کی تخلیق میں تبدیلی کریں، غرضیکہ اللہ نے جو بنایا ہے اس کی تخلیق میں تبدیلی کروانے کیلئے شیطان وسوسے ڈالتا ہے، یہ اللہ تعالیٰ کہہ رہا ہے، شیطان کسی مرد کو وسوسہ ڈالتا ہے کہ تو مرد نہیں ٹھیک، بلکہ تو عورت ٹھیک ہے، عورت کو وسوسہ ڈالتا ہے کہ تو عورت نہیں ٹھیک، بلکہ تو مرد ٹھیک ہے، لہٰذا جنس تبدیل کر، چنانچہ یہ شیطان کے وسوسے میں آ کر ایسا کرتے ہیں۔ یورپ کے لوگ تو خدا کو مانتے ہی نہیں ہیں، اگر مانتے ہیں تو اُن کا ماننے کا تصور غلط ہے، وہ اس قسم کے قانون پاس کریں، ان پر عمل کریں، ان سے ہمارا کیا لینا دینا، لیکن ہمارا ملک پاکستان جو اسلام کے نام پر حاصل کیا گیا تھا، اس میں اگر اس قسم کے قوانین پاس ہوں، جو اسلام کے بھی سراسر خلاف ہوں اور ہمارے ملک کے آئین کے بھی، تو یہ بڑے افسوس کا مقام ہے، اسی بیداری کیلئے میں نے آج یہ موضوع اختیار کیا ہے۔

جنس کی تبدیلی کے بھیانک نتائج

شریعت اسلامیہ میں انسان اللہ کی پیدا کردہ تخلیق کو بدل نہیں سکتا، بلکہ جناب رسول اللہؐ نے ایسے مردوں پر لعنت فرمائی ہے جو عورتوں کی مشابہت اختیار کرتے ہیں اور ایسی عورتوں پر بھی لعنت فرمائی ہے جو مردوں کی مشابہت

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

اختیار کرتی ہیں، یہ صرف مشابہت اختیار کرنے پر لعنت کی گئی ہے، جنس کو تبدیل کرنا تو بہت آگے کی بات ہے، اس وجہ سے مسلمانوں کو یہ شعور رکھنا چاہئے، اس کے نہایت خطرناک نتائج نکلیں گے، مثلاً ہم میں سے کوئی آدمی اپنی جنس کو تبدیل کرتا ہے، مرد ہے، لیکن کہتا ہے کہ مجھے یہ پسند نہیں ہے، میں عورت بننا چاہتا ہوں، اس کے کیا نقصانات ہوں گے، سارے آئین اور قوانین متاثر ہو جائیں گے، اللہ نے مردوں کو قوام بنایا ہے، سورۃ النساء میں فرمایا اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَی النِّسَآءِ مرد عورتوں کے نگران ہیں، ان کے ذمے اجتماعی مسائل ہیں، طلاق کا اختیار اللہ نے مرد کے ہاتھ میں رکھا ہے، سورۃ البقرۃ میں فرمایا وَبِیَدِہٖ عُقْدَۃُ النِّکَاحِ اسی کے ہاتھ میں نکاح کی گرہ ہے۔اس طرح سب کچھ متاثر ہو جائے گا، وراثت مرد کیلئے ڈبل اور عورت کیلئے سنگل رکھی ہے، جنس تبدیل کرنے کی وجہ سے وہ بھی تبدیل ہو جائے گی، جب ایک مرد اپنی جنس کو تبدیل کر کے عورت کی جنس لکھائے گا، نادرا میں وہ اس کو رپورٹ کرائے گا، اس کو شناختی کارڈ جاری ہوگا، اس سے بڑا فساد اور خرابیاں پیدا ہوں گی، وہ خدا کی قدرت کے لحاظ سے تو مرد ہی ہے لیکن قانوناً عورت شمار ہوگا، وہ اندر سے مرد ہے، اگر وہ کسی مرد سے شادی کرتا ہے تو یہ ہم جنس پرستی ہوگی، قوم لوط والا عمل ہوگا، ترمذی اور ابن ماجہ میں جناب رسول اللہؐ کا فرمان موجود ہے، حضرت جابرؓ کی روایت میں آتا ہے، آپؐ نے فرمایا کہ میں اپنی امت پر جوسب سے زیادہ خوف کھاتا ہوں وہ قومِ لوط کے عمل کا ہے۔

ہم لوگوں کو یہ بات سمجھ میں نہیں آرہی جو یورپ کے بعض ڈاکٹروں کو سمجھ میں آگئی، پچھلی صدی میں یورپ کا ایک مصنف ڈاکٹر گزرا ہے، اس وقت پورے یورپ کی آباد پینتالیس کروڑ تھی، اب تو زیادہ ہے، یہ پچھلی صدی کی بات ہو رہی ہے، جنس کی تبدیلی، مرد اور عورت کے غلط اختلاط اور نکاح کے بغیر آپس میں ملاپ کے نتائج پر تبصرہ کرتے ہوئے اس نے لکھا تھا کہ اس وقت یورپ کی آبادی پینتالیس کروڑ ہے، لیکن یہ بات یقین کے ساتھ نہیں کہی جاسکتی کہ ان میں پینتالیس آدمی بھی ہم نطفہ حلال کے نکال سکیں، یہ حرام کاری کے نتائج ہیں، اللہ نے جو تخلیق کی ہے، اس میں تبدیلی نہیں ہوسکتی، انسان جتنی مرضی کوشش کرلے، کوئی نہ کوئی خامی رہ جاتی ہے، تقریباً آج سے ساٹھ سال پہلے ڈنمارک میں ایک نوجوان جس کی عمر ۲۶ سال تھی، اس کو جنس تبدیل کروانے کا شوق ہوا، اس نے بے شمار آپریشن کرائے، تقریباً دو ہزار سے زیادہ انجکشن اسے لگے، ظاہری طور پر اس کی جنس تبدیل کی گئی، لیکن حقیقت میں جنس تبدیل نہیں ہوتی، اللہ کی پیدائش کے مقابلے میں وہ مصنوعی طور پر انسان کے جسم میں چیزیں فٹ کر دیتے ہیں، اسی طرح ایک عورت نے اپنی جنس تبدیل کی، مرد بنی، اس کے داڑھی کے بال بھی اُگ آئے، اللہ تبارک وتعالیٰ

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

کی طرف سے پھر پکڑ بھی آتی ہے، یہ سب عارضی ہوتا ہے، وہ مصنوعی چیزیں فٹ کر دیتے ہیں، ہوتا اصل میں وہی ہے جو اللہ نے پیدا کیا ہے۔

ٹرانس جینڈر ربل کی حقیقت اور قباحت

اس وقت ہمارے ملک میں ٹرانس جینڈر ربل کے ضمن میں جو قوانین منظور ہو رہے ہیں، ان میں یہ خطرناک چیز ہے، جس کی طرف میں اشارہ کر رہا ہوں، یہ پہلے ۲۰۱۸ء میں منظور ہوا ہے، پھر الیکشن وغیرہ کی وجہ سے مختلف پراسس سے گزرتے ہوئے اب منظوری کے آخری مراحل میں آ پہنچا ہے، اس میں کیا ہے؟ اسلام ہیجڑوں کے حقوق کی مخالفت نہیں کرتا، ان کے حقوق اسلام نے متعین کیے ہیں، لیکن ان کے حقوق کی آڑ میں دیگر لوگوں کیلئے جو شقیں درمیان میں ڈال رہے ہیں وہ سن لیں، ان میں سے ایک شق یہ ہے کہ جو بھی مرد اور عورت اپنی جنس تبدیل کرانا چاہے، مثلاً عورت چاہتی ہے کہ اپنی جنس مرد لکھاؤں، مرد چاہتا ہے کہ اپنی جنس عورت لکھاؤں یا اس میں تبدیلی کروں تو اس کو اس کی اجازت ہے، نادرا میں بھی اس کی یہ قانونی حیثیت منظور ہونے کے قریب ہے، نادرا سے ان کو جتنی بھی چیزیں حاصل ہوں گی، شناختی کارڈ ہے، پاسپورڈ ہے، ڈرائیونگ لائسنس ہے، فارم وغیرہ ہیں، ان میں جو چاہیں لکھوا لیں، یاد رکھیں! اس سے سارا معاشرتی نظام چوپٹ ہو کر رہ جائے گا۔

آپ کو مثال سے سمجھاتا ہوں، سب سے پہلے اپنی مثال دیتا ہوں، مجھے اللہ نے مرد پیدا کیا ہے، میں تو اس پر خوش ہوں، خدانخواستہ میں اگر چاہوں کہ اپنی جنس تبدیل کروں اور عورت بن جاؤں، سارا پراسس کرا لیتے ہیں، لیکن میں اندر سے مرد ہی ہوں، اگلے جمعے میں یہاں بیٹھ کر آپ کے سامنے تقریر نہیں کر سکتا، کسی نے یہ نہیں کہنا کہ یہ مرد ہے بلکہ عورت ہے، سمجھ میں آ گئی ہے بات؟ کہاں کہاں تک لڑائیاں جائیں گی، دوسرا پہلو بھی لے لو، آپ سب لوگ اپنی جنس تبدیل کرا لیں، آپ کہیں کہ ہم عورتیں بنتی ہیں، سارا پراسس پورا کر لیں، اگلے جمعے یہاں آ کر آپ کھڑے ہو جائیں تو میں آپ کو کھڑا نہیں ہونے دوں گا، عورتوں کی مسجد میں بھیجوں گا، یہاں لڑائیاں ہوں گی، اسی طرح گھر میں لڑائی ہوگی، عورت جنس تبدیل کر کے مرد بنے گی تو کیا طلاق کا اختیار اس کے پاس چلا جائے گا؟ کیا ایسی صورت میں لڑائی نہیں ہوگی؟ عائلی قوانین سارے تباہ ہو کر رہ جائیں گے، وراثت کے مسائل سارے خراب ہو جائیں گے، یہ ساری چیزیں بے حیائی کا پیش خیمہ ہیں، جب مرد عورت بنے گا تو عورتوں میں جا کر اختلاط کرے گا، اس کو کوئی منع نہیں کر سکتا، کوئی عورت ہے، مرد اپنے آپ کو لکھوا لیا ہے تو وہ یہاں آ کر بیٹھ جائے، آپ اس کو

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

قانونی طور پر کچھ نہیں کہہ سکیں گے، یہ ساری باتیں ہیں، جو اس قانون میں پاس ہونے کے قریب ہیں۔

آئین پاکستان

میں آپ کو پاکستان کا قانون بھی بتادوں، پاکستان کا قانون کیا ہے؟ آئین پاکستان کا جو آرٹیکل ۲۲۷ ہے، اور اس کے بعد شریعت ایکٹ جو ۱۹۹۱ء میں جو پاس شدہ ہے، ان دونوں کے تحت پاکستان میں کوئی بھی غیر شرعی قانون پاس نہیں ہوسکتا، مجھے تو حیرانگی ہے اسمبلی اور سینٹ کے لوگوں پر، پاکستان کے جو سرکردہ حضرات ہیں، محکموں کے لوگ ہیں، وہ کیسے ان اقوانین کو پاس کرنے کیلئے پَر تول رہے ہیں، معاملہ آگے سے آگے چلتا جارہا ہے اور آخری مراحل میں پہنچا ہوا ہے، اب سینٹ میں اگلے مہینے اس پر بحث ہونے والی ہے، گر اس میں رکاوٹ نہ ڈالی گئی تو یہ منظور ہوگا، میں یہ آپ کو بتادوں، پاکستان پر اگر ایٹم بم گرجائے تو اس کا اتنا نقصان نہیں ہے جتنا اس قانون کے پاس ہونے سے نقصان ہوگا، میری بات یادرکھیں! ہم اس وقت قبروں میں چلے جائیں گے اور اس کا نتیجہ ہماری نسلیں بھگتیں گی، دعا فرمائیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ ہم سب کو اس کی سمجھ نصیب فرمائے، اپنی اپنی استطاعت اور طاقت کے مطابق آواز اٹھانے اور رکاوٹ ڈالنے کی توفیق نصیب فرمائے، آپ کے جتنے ممبر ہیں، ان لوگوں کو آپ دباؤ میں لاکر کہیں کہ وہ کیوں اسمبلی میں اس قسم کے قوانین کو ووٹ دیتے ہیں، کیا مسلم لیگ، کیا پیپلز پارٹی، کیا تحریک انصاف، ۲۰۱۸ء میں جب یہ پاس ہوا تھا، اس میں ان تمام لوگوں کے ووٹ موجود تھے، مخالفت کی تھی تو صرف ہماری جماعت جمعیۃ علماء اسلام کی ایک خاتون ممبر محترمہ نعیمہ کشور صاحبہ نے کی تھی، اور دو تین دیگر آدمیوں نے بھی مخالفت کی تھی، لیکن ان کی آواز کسی نے سنی ہی نہیں، اگر یہ بل منظور ہوگیا تو یادرکھیں آپ کی نسلیں تباہ ہوکر رہ جائیں گی، مرد اور عورت کا کوئی امتیاز باقی نہیں رہے گا، یہاں قوم لوط کے عمل کو قانونی تحفظ حاصل ہوجائے گا، جس کے بارے میں جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں اپنی امت پر سب سے زیادہ خوف قوم لوط کے عمل کا کرتا ہوں، دعا فرمائیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ ہم سب کی حفاظت فرمائے، ہمارے ملک کی حفاظت فرمائے، ہمیں اپنے ملک کے ساتھ وفا کی توفیق نصیب فرمائے، یہ ملک کے ساتھ غداری ہے کہ اسلام کے نام پر اس کو حاصل کیا گیا تھا، لیکن اس میں خلافِ شریعت قوانین پاس ہورہے ہیں اور آئین پاکستان کے خلاف اس میں قوانین پاس ہورہے ہیں، لیکن کسی کے کان پر جوں تک نہیں رینگ رہی۔

مہنگائی کا دور دورہ

اللہ ہم سب کے حال پر رحم فرمائے، ملک میں مہنگائی بہت زیادہ ہوگئی ہے، حالات آپ کے سامنے ہی ہیں،

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

کچھ بتانے کی ضرورت نہیں ہے، مہنگائی دن بدن بڑھتی ہی چلی جارہی ہے، لوگوں کی قوت برداشت ختم ہورہی ہے، جب قوت برداشت ختم ہوتی ہے تو پھر آدمی نہ ایمان کو دیکھتا ہے، نہ مذہب کو اور نہ کسی اور چیز کو، اسی کی طرف جناب رسول اللہؐ نے اشارہ فرمایا ہے کہ کَادَ الْفَقْرُ اَنْ یَّکُوْنَ کُفْرًا فقر ایک ایسی چیز ہے کہ انسان کو کفر میں لے جاتی ہے، یہ لوگ، یہ پارٹیاں، چاہے کوئی ہو، مسلم لیگ ہو، پیپلز پارٹی ہو یا تحریک انصاف ہو، یاد رکھیں جن لوگوں کے ووٹوں پر آپ منتخب ہوتے ہیں، اگر ان لوگوں کے ساتھ یہ حشر کیا تو آئندہ تم کو کوئی ووٹ دینے کیلئے تیار نہیں ہوگا، انہی کے ووٹوں پر تم اقتدار میں آتے ہو اور انہی پر ظلم و زیادتی کے پہاڑ توڑتے ہو، خدا کی گرفت سے بچو اور مفلوک الحال انسانیت پر رحم کھاؤ، اللہ تعالیٰ ہم سب کو ہدایت نصیب فرمائے۔

دعائیہ کلمات

محمد یعقوب صاحب کہہ رہے کہ میری ہمشیرہ بیمار ہیں، دعا کریں کہ اللہ کریم مکمل صحت یاب کرے، سعید صاحب کہہ رہے ہیں میرا بیٹا غلط مقدمات میں ملوث ہے، اللہ تعالیٰ آسانی پیدا فرمائے، جتنے بھی حضرات بیمار ہیں مرد، عورتیں، بچے، بوڑھے جس جس قسم کی بیماری اور تکلیف میں مبتلا ہیں، اللہ سب کو صحت کاملہ و عاجلہ نصیب فرمائے، جو وفات پا چکے ہیں، سیلابوں میں، وباؤں میں یا طبعی اموات میں، اللہ سب کی بخشش و مغفرت فرمائے، ڈینگی وائرس کا پھر حملہ ہوگیا ہے، بہت موتیں ہورہی ہیں، کورونا کے کیس بھی بڑھ رہے ہیں، دعا فرمائیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ سب کی حفاظت فرمائے، سب کو دین حق کی صحیح سمجھ نصیب فرمائے۔

سُبْحَانَکَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِکَ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُکَ وَاَتُوْبُ اِلَیْکَ۔

(تاریخ خطبہ جمعۃ المبارک: ۱۶، ستمبر ۲۰۲۲ء)

جب کسی سلطنت میں بھوک وافلاس کا دور دورہ ہوجاتا ہے، تو پھر آہستہ آہستہ لوگ جماعتوں، تنظیموں اور مذہب و مسلک سے بیزار ہونا شروع ہوجاتے ہیں، اسی لئے ہمارے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑا جامع جملہ ارشاد فرمایا ہے۔ ”کاد الفقر ان یکون کفراً“ اللہ کریم ہی ہمارے ملک کے حال پر رحم فرمائے اور ہم سب کو معاشی آزمائشوں سے چھٹکارا نصیب فرمائے۔

مولانا محمد فیاض خان سواتی

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

مولانا قاری سعید احمد
صدر مدرس شعبہ تجوید جامعہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ

قرآن کریم کو خوش الحانی سے پڑھنے کی شرعی حیثیت

[قسط نمبر ۲]

قرآن کو خوش الحانی سے تلاوت کرنے کی حکمت

جو لوگ قرآن کو خوش الحانی سے پڑھنے کی 'سنت' سے بھاگتے ہیں اور اس سلسلے میں وارد نصوص کے بارے میں عجیب وغریب تاویلات کرتے ہیں، وہ دراصل اس اہم حکمت وعلت سے واقف نہیں ہیں جس کے تحت اللہ تعالیٰ نے اس سنت کو مشروع قرار دیا ہے۔ وہ حکمت یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے مزمار الشیطان کو حرام قرار دیا تو اس کے بدلے میں مزامیر قرآن یعنی قرآن کو خوش الحانی اور ترنم سے پڑھنے کو مشروع اور جائز قرار دینا ضروری تھا تاکہ انسان مزمارِ شیطان سے کنارہ کش ہو کر مزامیر قرآن کی طرف توجہ کرے، کیونکہ انسانی نفس فطری اور طبعی طور پر غنا اور خوبصورت آوازوں کو سننے کی طرف مائل ہوتا ہے۔ ابن اعرابی (ابوعبداللہ محمد بن زیاد لغوی، م ۲۳۱ھ) فرماتے ہیں کہ "اہل عرب اپنے اونٹوں پر سوار ہوتے یا اپنے گھروں کے لان میں بیٹھتے تو گانے کی محفلیں جماتے۔ جب قرآن نازل ہوا تو آپ نے چاہا کہ ان کی گانے بجانے کی عادت کو قراءتِ قرآن سے بدل دیا جائے۔" (لطائف الاشارات از قسطلانی: ۱/۳۱۲، فتح الباری: ۲/۷۰)

کسی کو اگر اللہ نے فطری طور پر خوبصورت آواز سے نوازا ہے تو اس کے لئے قرآن کو خوش الحانی سے پڑھنا بہت آسان ہوگا اور جو شخص طبعاً خوش آواز نہیں ہے تو اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ جہاں تک ممکن ہو، مسلسل مشق اور ٹریننگ سے اپنی آواز کو خوبصورت بنانے کی کوشش کرے۔ چنانچہ ابن ابی ملیکہ سے سوال کیا گیا کہ اگر ایک شخص طبعی طور پر خوش آواز نہیں تو وہ کیا کرے؟ تو انہوں نے فرمایا:

"جہاں تک ہو سکے، آواز میں حسن پیدا کرنے کی کوشش کرے۔"

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ کسی بھی شخص کے لئے اپنی آواز کو خوبصورت بنانے کے لئے ایک حد تک تکلف جائز ہے خواہ وہ شخص فطری طور پر خوش آواز ہو یا نہ ہو، وہ اپنی آواز کو خوبصورت بنانے اور اس میں ترنم پیدا کرنے کے لئے ایک حد تک تکلف کر سکتا ہے۔ اس کی دلیل حضرت ابوموسیٰ اشعری کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ کہنا ہے:

لو علمت أنك تسمع قراء تی لحبرتها تحبيرا

"اگر مجھے علم ہوتا کہ آپ میری قراءت سن رہے ہیں تو میں مزید خوش الحانی سے پڑھتا۔"

تحبیر سے مراد کسی چیز کو مزین کرنا، اس میں حسن و جمال پیدا کرنا ہے۔ لہٰذا ابوموسیٰ کی بات کا مطلب یہاں یہ ہوگا کہ میں اپنی آواز کو اور زیادہ خوبصورت بناتا اور اپنی قراءت میں ترنم پیدا کرتا۔ اور ظاہر ہے کہ کوشش اور تکلف کے بغیر ایسا کرنا ممکن نہ تھا، کیونکہ یہ حسن اس سے زائد ہے جو اللہ نے ان کو طبعی طور پر عطا فرمایا تھا۔

قرآن کو مختلف لہجوں اور طرزوں سے پڑھنا

'لحن' کا لغوی معنی گانا اور غنا ہے۔ اس کی جمع 'الحان' ہے۔ اصطلاحی لحاظ سے اس سے مراد مختلف انواع واقسام کی وہ آوازیں ہیں جو غنا کے وقت نکلتی ہیں۔ گویا غنا کے وقت نکلنے والی آوازوں کی مختلف انواع واقسام کو نغمات اور الحان کہا جاتا ہے۔ ہر لحن کا ایک اصطلاحی نام ہے، ان تمام الحان کے مجموعہ کو قانون النغم (قواعدِ موسیقی) کا نام دیا گیا ہے۔ ابن حجر عسقلانی اور امام قسطلانی نے اسے یہی نام دیا ہے۔ (فتح الباری: ۹/۷۲، لطائف الاشارات ۱/۲۱۷) اس قانون کے تحت آوازوں کی مختلف اقسام، الحان اور نغمات کی مختلف طرزوں کو مرتب کیا گیا ہے۔ جیسا کہ علم عروض کے ذریعے شعر کے مختلف اوزان مرتب کئے جاتے ہیں۔ جس طرح شعر فاسق اور بے حیا شاعروں کے لئے ہی مخصوص نہیں، اسی طرح قانونِ نغمگی (قواعدِ موسیقی) پر بھی صرف موسیقاروں اور فحش قسم کے گانے گانے والوں (گلوکاروں) کی اجارہ داری نہیں ہے۔ حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ: "حضرت داود علیہ السلام ستر (۷۰) لہجوں (طرزوں) کے ساتھ زبور پڑھتے تھے اور ان کی قراءت میں ایسا سوز تھا کہ شدید بخار میں مبتلا شخص بھی جھوم جھوم جاتا تھا اور جب وہ زبور پڑھتے ہوئے روتے تو خشکی اور تری پر بسنے والا کوئی بھی ذی نفس ایسا نہ تھا جو خاموشی اور نہایت توجہ سے آپ کی قراءت کو سنتا اور روتا نہ ہو۔" (فتح الباری: ۹/۷۲)

ستر طرزوں میں زبور پڑھنے کا مطلب یہ ہے کہ ان کی ہر طرز دوسری سے مختلف اور جدا ہوتی تھی۔ لحن (طرز) نغمات اور لہجاتِ اصوات کی مختلف انواع واقسام میں سے ایک قسم ہے۔ یہی ہماری بحث کا موضوع ہے کہ

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

جب ایک قاری، قرآنِ کریم کو ترنم سے پڑھتا ہے تو کیا اس کے لئے قانونِ نغمہ سے مدد لینا اور ان لہجوں کو استعمال کرنا جائز ہے؟ ...اس ساری بحث کا دارومدار حذیفہ بن یمان کی اس روایت پر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: إقرء وا القرآن بلحون العرب وأصواتها، وإياكم ولحون أهل الفسق ...الخ

"قرآن کو عربوں کے لہجوں اور انہی کی آواز میں پڑھو اور اہل فسق اور اہل کتاب کے لہجوں سے بچو۔"میرے بعد کچھ ایسے لوگ آئیں گے جو گویوں اور ماتم کرنے والوں کی طرح "قرآن کو عربوں کے لہجوں اور انہی کی آواز میں پڑھو اور اہل فسق اور اہل کتاب کے لہجوں سے بچو۔"میرے بعد کچھ ایسے لوگ آئیں گے جو گویوں اور ماتم کرنے والوں کی طرح قرآن کو گا گا کر پڑھیں گے، لیکن قرآن ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا۔ ان گویوں اور ان کی گائیکی سے متاثر ہونے والوں کے دل فتنوں سے لبریز ہوں گے۔" (مختصر قیام اللیل از محمد بن نصر المروزی ص:۵۸، طبرانی فی الاوسط، مجمع الزوائد: ۷/ ۱۶۹، بیہقی فی شعب الایمان: ۵/ ۵۸۰)

اس حدیث میں قرآنِ کریم کو عرب کے لہجوں اور ان کی آواز میں پڑھنے کی ترغیب دی گئی ہے اور شیطانی اور فحش قسم کے گانے گانے والے فاسق و فاجر گلوکاروں اور عیسائی چرچوں کے راہبوں اور نوحہ گروں کے لہجوں میں قرآن کو پڑھنے سے منع کیا گیا ہے۔ اس ممنوعیت میں تلاوتِ قرآن کے وہ لہجے بھی داخل ہیں جو روافض یومِ عاشورا کے موقع پر دورانِ ماتم اختیار کرتے ہیں کیونکہ ان میں حرمت کی دو وجوہات پائی جاتی ہیں: ایک ان کا عجمی ہونا اور دوسرا یہ کہ یہ ماتم کرنے والوں کے لہجے ہیں۔ اور حدیث میں ان دونوں قسم کے لہجوں میں قرآن پڑھنا ممنوع قرار دیا گیا ہے۔

اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ قرآن کو مختلف الحان اور طرزوں میں پڑھنا مطلق حرام نہیں ہے بلکہ بعض طرزوں میں پڑھنے سے روکا گیا ہے اور بعض طرزوں میں پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے۔ چنانچہ اہل عرب کی آواز اور لہجوں میں پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے۔ لیکن عجمیوں، اہل کلیسا اور فاجر گلوکاروں کے لہجوں اور ان کی آواز میں پڑھنے سے منع کیا گیا ہے۔

آواز کو خوبصورت بنانے کے لئے قانونِ نغمہ (قواعدِ موسیقی) سے استفادہ

اگر ہم مذکورہ بالا حدیث اور دیگر نصوص سے ماخوذ اس کلی قاعدہ کو سمجھ لیں تو ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ عمومی طور پر قرآن کو خوش آوازی سے پڑھنے کے بارے میں علما کا کوئی اختلاف نہیں ہے۔ (فتح الباری: ۹/ ۷۲، التبیان از

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

نووی:ص ۵۱) ...البتہ اس صورت میں علما کے درمیان اختلاف ضرور پایا جاتا ہے کہ آیا قرآن کو ترنم سے پڑھنے اور آواز کو خوبصورت بنانے کے لئے مختلف لہجوں اور 'قانونِ نغمہ' سے مدد لی جاسکتی ہے یا نہیں؟ ...اس بارے میں تین اقوال ہیں:

اوّل: امام ابوحنیفہ اور ان کے اصحاب (فتح الباری:۷۲/۹)، امام شافعی اور ان کے اصحاب اس کے جواز کے قائل ہیں (السنۃ از بغوی:۴/ ۴۸۷، فتح الباری:۹/ ۷۲) بلکہ امام ابوالقاسم فورانی شافعی (عبدالرحمٰن بن محمد بن احمد بن فوران) تو کہتے ہیں کہ یہ مستحب ہے۔(طبقات الشافعیہ الکبریٰ از سبکی:۵/ ۱۰۹) ان کے علاوہ ابن مبارک، نضر بن شمیل اور عطا بھی اس کے جواز کے قائل ہیں۔ چنانچہ محمد بن نصر بیان کرتے ہیں کہ "ابن جریج نے عطا سے پوچھا کہ ترنم کے ساتھ قراءت کرنا کیسا ہے؟ تو انہوں نے فرمایا: اس میں حرج کیا ہے؟" (مختصر قیام اللیل باب الترجیع فی القراءۃ:ص ۵۸)

دوم: امام مالک اور (ایک روایت میں) امام احمد، سعید بن میسّب، سعید بن جبیر، قاسم بن محمد، حسن بصری، ابن سیرین اور امام نخعی فرماتے ہیں کہ ایسا کرنا مکروہ ہے۔ انس بن مالک سے بھی یہی مروی ہے۔ ابن بطال، ماوردی، بندنیجی (ابوعلی حسن بن عبداللہ بن یحییٰ م ۴۲۵ھ) اور امام غزالی جن کا تعلق مذہب شافعی سے ہے۔ اسی طرح قاضی عیاض اور قرطبی، ان کا تعلق بھی مذہبِ مالکی سے ہے اور صاحب الذخیرہ جن کا تعلق مذہبِ حنفی سے ہے، ان سب نے بھی یہی قول نقل کیا ہے۔ حنابلہ میں سے ابویعلی اور ابن عقیل نے بھی اسی قول کو اختیار کیا ہے۔

سوم: عبدالوہاب مالکی نے امام مالک سے تحریم کا قول نقل کیا ہے اور یہی قول ابوطیب طبری، علی بن محمد بن حبیب ماوردی اور ابن حمدان حنبلی نے اہل علم کی ایک جماعت سے نقل کیا ہے۔

خلاصہ کلام

سلف صالحین کے اقوال اور نصوص کا مطالعہ کرنے کے بعد ہم جس نتیجے پر پہنچے ہیں، وہ یہ ہے کہ آواز کو خوبصورت بنانے کے لئے مختلف لہجوں اور قانونِ نغمہ (قواعدِ موسیقی) سے مدد لینے میں کوئی حرج نہیں۔ لیکن اس کے لئے چار شرائط کو ملحوظ خاطر رکھنا ضروری ہے:

(۱) پہلی شرط: یہ ہے کہ اس سے تلفظ کی ادائیگی اور تجوید کے قواعد متاثر نہ ہوں۔ اگر آواز میں ترنم پیدا کرنے کی وجہ سے تلفظ کے احکام اور تجوید و قراءت کے قواعد خلل انداز ہوتے ہیں تو اس صورت میں قانونِ نغمہ

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

(قواعدِ موسیقی) سے مدد لینا حرام ہے۔

(۲) دوسری شرط: یہ ہے کہ قرآن کو ترنم اور تنغیم (قواعدِ موسیقی) کے تحت پڑھتے ہوئے ایسا لب ولہجہ اختیار نہ کیا جائے جو قرآن کی عظمت ووقار اور خشوع وخضوع کے منافی ہو، کیونکہ بعض لہجے ایسے ہوتے ہیں جو قرآن کریم کے شایانِ شان نہیں ہیں۔ مثال کے طور پر وہ لہجہ جس میں راگنی ہو۔ ایسا لہجہ نہ دل میں خشوع وخضوع پیدا کرتا ہے اور نہ ہی قرآن سے نصیحت حاصل کرنے پر برانگیختہ کرتا ہے، بلکہ یہ ایک طرح کا سامانِ تفریح اور قرآنِ کریم کے ساتھ مذاق ہے جو اس کے مقام ومرتبہ سے قطعاً مناسبت نہیں رکھتا۔

قرآن کو رقت اور سوز سے تلاوت کرنا: بعض لہجے ایسے ہیں جن میں سوز اور خشوع وخضوع ہوتا ہے، ایسے لہجے واقعی قرآن کے شایانِ شان ہیں جیسا کہ فرمانِ الٰہی ہے:

أَلَـمْ يَأْنِ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا أَنْ تَخْشَعَ قُلوبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ وَما نَزَلَ مِنَ الحَقِّ (سورۃ الحدید: ۱۶) "جو لوگ ایمان لائے ہیں کیا ان کے لئے وقت نہیں آیا کہ اللہ کے ذکر سے اور جو حق نازل ہوا ہے، اس سے ان کے دل پسیج جائیں؟" اسی طرح فرمایا:

لَو أَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْآنَ عَلىٰ جَبَلٍ لَّرَأَيْتَهٗ خٰشِعًا مُتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ وَتِلْكَ الْأَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ (سورۃ الحشر: ۲۱) "اگر ہم اس قرآن کو کسی پہاڑ پر نازل کرتے تو آپ دیکھتے کہ وہ اللہ کے خوف سے ریزہ ریزہ ہو جاتا اور اس قسم کی مثالیں ہم لوگوں کے لئے اس لئے بیان کرتے ہیں تاکہ وہ غور وفکر کریں۔"

ایک اور مقام پر فرمایا: اَللّٰهُ نَزَّلَ أَحْسَنَ الْحَدِيْثِ كِتٰبًا مُّتَشٰبِهًا مَّثَانِىَ تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُوْدُ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ ثُمَّ تَلِيْنُ جُلُوْدُهُمْ وَقُلُوْبُهُمْ إِلىٰ ذِكْرِ اللّٰهِ (سورۃ الزمر: ۲۳) "اللہ نے بہترین کلام نازل کیا جو ایسی کتاب ہے جس کے مضامین ملتے جلتے اور بار بار دہرائے جاتے ہیں، جن سے ان لوگوں کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں جو اپنے ربّ سے ڈرتے ہیں۔ پھر ان کے چمڑے اور ان کے دل نرم ہو کر اللہ کے ذکر کی طرف راغب ہو جاتے ہیں۔"

اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ سے روایت ہے کہ نبی نے فرمایا: "سب سے خوبصورت قراءت اس شخص کی ہے جو پڑھے تو یوں لگے کہ اس کا دل خوفِ الٰہی سے کانپ رہا ہے۔" (رواہ اَبونعیم فی اَخبار

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

اَصبھان:۲/ ۵۸،ابن ابی شیبہ،۵/۴۱۴،ابن ماجہ:۱/ ۴۲۵ ... حدیث کی تحقیق کے لئے دیکھئے:اخلاق حملۃ القرآن ازآجری)

اس لئے قاری خواہ کسی بھی لہجے میں ترنم کے ساتھ قراءت کرے،اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ ان لوگوں کی مشابہت سے بچے جن کا ذکر حضرت حذیفہ کی حدیث میں گزر چکا ہے۔خصوصاً عجمیوں کے لہجوں سے بچنا اور بھی ضروری ہے کیونکہ قرآن عربی زبان میں نازل ہوا ہے،اسے اہل عرب مثلاً قراءِ حجاز و مصر کے لہجوں میں ہی پڑھا جانا چاہئے۔اسی طرح شیطان اور فحش گویوں کی طرح اچھل اچھل کر اور آہیں بھر بھر کر اٹھکیلیاں کرتے ہوئے پڑھنا اور قواعدِ تجوید سے قطع نظر ہو کر الحان (قواعدِ موسیقی) کے ساتھ آواز میں اتار چڑھاؤ اور مدو جزر پیدا کر کے قراءت کرنا بھی جائز نہیں ہے،کیونکہ یہ ساری حرکات کلام الٰہی کی عظمت کے سراسر منافی ہیں۔اسی طرح یہود و نصاریٰ کے لہجوں کی مشابہت اختیار کرنے سے بچنا بھی بے حد ضروری ہے،کیونکہ ان کی مشابہت تو تمام معاملات میں حرام ہے،اس صورت میں کیسے جائز ہوسکتی ہے؟

اسی طرح قاری کو چاہئے کہ قراءت کرتے ہوئے آہ و بکا کرنے سے بچے حتی کہ ان لوگوں کے مشابہ نہ ہو جائے جو تکلیف پہنچنے پر تقدیر الٰہی کے فیصلوں کو تسلیم نہ کرتے ہوئے آہ و بکا اور واویلا کرتے ہیں۔

(۳) تیسری شرط: یہ ہے کہ جب وہ الحان اور ترنم کے ساتھ قراءت کرے تو اس کی آواز میں درد اور سوز ہونا چاہئے۔کیونکہ یہی لحن قرآنِ کریم کی عظمت کے شایانِ شان ہے۔اس لحن سے دل میں اللہ کا خوف اور نصیحت حاصل کرنے کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔اس قسم کا اِلحان سامعین کو خشیتِ الٰہی اور رونے پر اُبھارتا ہے اور یہی قرآن کا مقصودِ حقیقی ہے۔

اس لئے بعض سلف مثلاً امام شافعی اور لیث بن سعد نے قرآن کو تغنی کے ساتھ پڑھنے والی حدیث کی یہی تفسیر کی ہے کہ قرآن کو پڑھتے ہوئے دل پر غم اور رقت طاری ہو جائے۔(فتح الباری:۹/ ۷۰)

اس کی دلیل حضرت سعد بن ابی وقاص کی یہ حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:"جب قرآن پڑھو تو روؤ،اگر رونہ سکو تو رونے کی سی شکل بنالو اور اس کو ترنم اور خوش الحانی سے پڑھو۔جو شخص قرآن کو خوش الحانی سے نہیں پڑھتا وہ ہمارے طریقہ پر نہیں ہے۔" (ابوداود:۲/۷۴، دارمی:۲/ ۳۳۸، احمد:۱/ ۱۷۵، حاکم: ۱/ ۵۶۹) یہ حدیث مختلف طرق سے مروی ہے لیکن کوئی بھی طریق ضعف سے محفوظ نہیں ہے۔لیکن کثرتِ طرق کی وجہ

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

سے اسے تقویت حاصل ہو جائے گی۔

عبداللہ بن بریدہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "قرآن کریم کو سوز اور رِقتِ قلبی کے ساتھ پڑھو کیونکہ قرآن انتہائی رقت آمیز کتاب ہے۔" (طبرانی فی الاوسط، مجمع الزوائد ۷/۱۶۹، ابونعیم فی الحلیہ ۶/۱۹۶، اخلاق حملۃ القرآن: ص۷۸)

عبداللہ بن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "بے شک سب سے بہترین قراءت اس شخص کی ہے جو قرآن پڑھے اور اس کی آنکھوں سے غم جھلکتا ہو اور دل پر رِقت طاری ہو۔" (طبرانی، مجمع الزوائد: ۷/۱۷۰، فضائل القرآن از ابن کثیر: ص۵۵)

حضرت ابو ہریرہ کے متعلق مروی ہے کہ انہوں نے ایک سورۃ کی تلاوت فرمائی اور پھر اس قدر رنجیدہ ہوئے جس طرح کوئی شخص کسی کی موت کے غم میں رنجیدہ ہوتا ہے۔ (فتح الباری: ۹/۷۰) حافظ ابن حجر فتح الباری میں فرماتے ہیں کہ ابوداؤد نے اس حدیث کو بسند حسن روایت کیا ہے۔

لیکن یہاں یہ دھیان رہے کہ کہیں وہ نوحہ اور ماتم کرنے والوں کے لب ولہجہ میں واقع نہ ہو جائے جس سے منع کیا گیا ہے۔ یہ ایسا مرحلہ ہے کہ ایک پختہ کار اور ماہر قاری ہی اس پر قابو رکھ سکتا ہے۔

(۴) **چوتھی شرط:** قاری قرآن کے لئے یہ ہے کہ وہ آواز کو خوبصورت بنانے اور ترنم میں حسن پیدا کرنے یا فطری خوش آوازی میں مزید حسن پیدا کرنے کے لئے الحان کو بقدرِ ضرورت اختیار کر سکتا ہے۔ جیسا کہ ابوموسیٰ اشعری نے کہا تھا: "اگر مجھے معلوم ہوتا کہ نبی میری قراءت سن رہے ہیں تو میں اپنی آواز کو مزید خوبصورت بناتا۔" لیکن یہ خیال رہے کہ خواہ مخواہ تکلف اور تصنع کے ذریعے جائز حدود سے تجاوز نہ کر جائے۔ ایسا عموماً وہ لوگ کرتے ہیں جو اس کام کو بطورِ پیشہ اختیار کر لیتے ہیں اور قرآن کو کمائی، کھانے پینے اور شہرت کا ذریعہ بنا لیتے ہیں۔ خصوصاً ریڈیو اور مجالس عزا میں قراءت کے جوہر دکھانے والے قراء، جو تکلف اور تصنع میں غایت درجہ مبالغہ کرتے ہیں کہ گردن کی رگیں پھول جاتی ہیں، آنکھیں باہر کو آ جاتی ہیں۔ ان کا مقصد محض تسکین خواہشات، شہرت کا حصول اور مال کمانا ہوتا ہے اور وہ لوگ جنہیں ان کی یہ حالت اچھی لگتی ہے، وہ صرف ان کی آواز سنتے ہیں اور ان کی چیخ وپکار کی داد تو دیتے ہیں لیکن قرآن کی آیات میں سے کچھ بھی نہیں سمجھتے۔

امام قرطبی، قاسم بن محمد سے روایت کرتے ہیں کہ امام مالک سے سوال کیا گیا کہ نماز میں لب ولہجہ

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

(قواعدِ موسیقی کی رو رعایت) سے قراءت کرنا کیسا ہے؟ تو فرمایا: "میں اسے اچھا نہیں سمجھتا، یہ تو گانا ہے۔ لوگ اس لئے گاتے ہیں تاکہ اس کے ذریعے مال حاصل کریں۔" (مقدمہ تفسیر قرطبی: ۱/۱۰)

یہ قول جو ہم نے اختیار کیا ہے، ہم سمجھتے ہیں کہ یہی درست ہے۔ یہ افراط وتفریط کے دو راستوں کے درمیان ایک معتدل راستہ ہے۔ نہ تو انتہائی سختی کرتے ہوئے کلی طور پر اس دروازہ کو بند کرنے کا فتویٰ دینا درست ہے اور نہ ہی اس قدر آگے نکل جانا درست کہ بالکل قواعدِ تجوید سے ہی بے نیاز ہو جائے۔

مذکورہ رائے ہماری خود ساختہ نہیں بلکہ سلف میں سے اہل علم کی ایک جماعت نے اسی قول کو اختیار کیا ہے جیسا کہ ہم پہلے یہ ذکر کر چکے ہیں کہ حنفیہ، شافعیہ اور حنابلہ میں سے بعض فقہا نہ صرف اس کے جواز کے قائل ہیں بلکہ وہ اس کو مستحب کہتے ہیں۔ امام نووی نے بھی اسی قول کو اختیار کیا ہے۔ اسی طرح حافظ ابن حجر عسقلانی نے تغنی کے متعلق تفصیلی بحث کی ہے اور پھر مختلف طرزوں پر قراءت کرنے کے بارے میں فقہاء کے مذاہب کا خلاصہ پیش کرنے کے بعد راجح قول کی وضاحت ان الفاظ میں کی ہے: "دلائل کے تناظر میں جو بات سامنے آتی ہے وہ یہ ہے کہ یہاں تغنی سے مطلوب قرآن کو خوبصورت آواز کے ساتھ پڑھنا ہے۔ اگر کوئی آدمی طبعی طور پر خوش آواز نہیں ہے تو وہ جس قدر ہو سکے، آواز میں حسن پیدا کرنے کی کوشش کرے۔ اس کی دلیل ابن ابی ملیکہ کا قول پہلے گزر چکا ہے، جسے ابوداود نے بسند صحیح نقل کیا ہے۔ آواز کی ساری خوبصورتی کا دارومدار اسی پر ہے کہ اس میں قوانین نغمہ کا اہتمام کیا جائے، یقیناً جس سے آواز کا حسن دوبالا ہو جائے گا اور اگر انسان قوانین نغمہ سے قطع نظر ہو جائے تو یقینی بات ہے کہ اس سے آواز کا حسن متاثر ہوگا۔ بسا اوقات قوانین نغمہ کو پیش نگاہ رکھنے سے بدصورت آواز بھی خوبصورتی کا لبادہ اوڑھ لیتی ہے لیکن اس کے لئے شرط یہ ہے کہ قوانین نغمہ (قواعدِ موسیقی) کے ساتھ ساتھ تجوید وقراءت کے ان قواعد و احکام کی پوری طرح پابندی ہونی چاہئے جو اہل فن کے ہاں مسلمہ ہیں۔ حروف کی صحتِ ادا سے بے نیاز ہو کر محض الحان اور آواز میں مدوجزر پیدا کرنے کے درپے ہو جانے سے آواز کا حسن مکمل نہیں ہو سکتا۔

شاید جو لوگ قوانین نغمہ کے تحت قراءت کو مکروہ خیال کرتے ہیں، اس کی یہی بنیاد ہو، کیونکہ اکثر یہ ہوتا ہے کہ جو شخص قوانین نغمہ کے اہتمام کو ہی اپنا مقصود بنا لے وہ حروف کی صحتِ ادا سے غافل ہو جاتا ہے۔ البتہ اگر کوئی شخص الحان کے ساتھ ساتھ قواعدِ تجوید اور حروف کی صحتِ ادا کی بھی پابندی کرتا ہے تو یہ شخص زیادہ قابل ستائش ہے کیونکہ یہ شخص آواز میں حسن پیدا کرنے کا جو حکم دیا گیا، اس پر بھی عمل پیرا ہے اور قواعدِ تجوید کی خلاف ورزی کا بھی

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

مرتکب نہیں ہو رہا۔" (فتح الباری: ۷۲/۹)

اب رہا یہ مسئلہ کہ جو اسلاف قرآت میں 'الحان' کو ناپسند سمجھتے ہیں، اس کی کیا توجیہ پیش کی جائے گی تو اس کے بارے میں ابومجاہد (مولف) فرماتے ہیں کہ "سلف صالحین مثلاً انس بن مالک، سعید بن مسیّب اور ان کے معاصر علماء اسی طرح امام مالک، امام احمد وغیر جو الحان کے ساتھ قراءت کو مکروہ خیال کرتے ہیں، ان کے اس قول کو اس صورت پر محمول کیا جائے گا جس میں قواعدِ تجوید اور حروف کی صحتِ ادا (مخارج اور صفاتِ حروف: اظہار، ادغام، ترقیق، تفخیم، مد اور قصر وغیرہ) کی پابندی نہ کی گئی ہو، جیسا کہ حافظ ابن حجر کے حوالہ سے ذکر ہو چکا ہے۔ یا پھر اس صورت پر جس میں راگنی ہو جو کہ قرآن کے مقام و مرتبہ اور اس کے وقار کے منافی ہے۔ اس کی وضاحت بھی ہم کر آئے ہیں۔ یا وہ صورت جس میں ان لوگوں کے ساتھ مشابہت ہو جن کا ذکر حضرت حذیفہ کی حدیث میں گزر چکا ہے۔ وگرنہ مطلق الحان کے ساتھ قراءت کرنا ان کے نزدیک منع نہیں ہے۔"

اس کی دلیل وہ اختلاف ہے جو امام احمد سے منقول ہے جو کہ الحان کے سخت مخالف ہیں اور ان کا اختلاف بھی امام شافعی سے ہے جو اس کے جواز کے سلسلے میں کافی وسیع النظر ہیں، تو دراصل یہ اختلاف دو حالتوں کا اختلاف ہے، دو اقوال کا اختلاف نہیں، جیسا کہ امام نووی نے ذکر کیا ہے۔ اور پھر اس کی وضاحت زیر نظر روایات سے بھی ہوتی ہے کہ امام احمد اس صورت میں الحان کے ساتھ قرآت کو ناپسند کرتے ہیں جب اس میں قواعد تجوید کا خیال نہ رکھا جائے۔ چنانچہ احمد الخلال سے روایت ہے کہ: "ایک آدمی نے امام احمد سے سوال کیا کہ قرآن کو الحان کے ساتھ پڑھنے کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے؟ تو آپ نے پوچھا: کیا نام ہے تمہارا؟ کہا: محمد۔ جس پر امام احمد نے فرمایا: کیا تو پسند کرتا ہے کہ تجھے کوئی 'موحمد' کہے؟"

اسی طرح ابوبکر مروزی فرماتے ہیں کہ میں نے عبدالرحمٰن المتطبّب کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ میں نے امام ابو عبداللہ احمد سے قرآن کو الحان کے ساتھ پڑھنے کے متعلق سوال کیا تو انہوں نے فرمایا: "اے ابوالفضل! ان لوگوں نے قرآن کو نغمہ اور گیت بنا لیا ہے، ان سے قرآن نہ سنو۔" (الأمر بالمعروف للخلال: ص۱۷۹، ۱۷۷)

اسی طرح وہ روایت کہ ایک آدمی مسجدِ نبوی میں قرآن کو راگ اور سر لگا کر پڑھ رہا تھا تو قاسم بن محمد نے اسے دیکھ کر قرآن کی یہ آیت پڑھی: لَا يَأْتِيهِ الْبَاطِلُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهِ تَنْزِيلٌ مِّنْ حَكِيمٍ حَمِيدٍ (سورۃ فصلت: ۴۲) "تو یہاں قاسم بن محمد کے اعتراض کو ایسے شخص پر محمول کیا جائے گا جو قرآن کو فاسق و

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

فاجر گلوکاروں کی طرح پڑھتا ہے۔(الخبر عند الخلال: ص ۱۷۶)

کیونکہ قاسم بن محمد نے جس آیت سے اشتہاد کیا ہے، اس سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ وہ شخص فاسق وفاجر گلوکاروں کی طرز پر پڑھ رہا تھا۔

لیکن اگر کوئی شخص قوانین نغمہ کے ساتھ ایسی قراءت کرتا ہے کہ اس کی آواز میں سوز و درد ہو، خوفِ خدا اس سے جھلکتا ہو اور دل اس کے ساتھ حرکت میں آ جائیں تو بتایئے، کیا کوئی اسکو ناجائز قرار دے گا؟

احمد الخلال کہتے ہیں کہ مجھے ابوبکر مروزی نے بتایا کہ ہم ایک لشکر کے ساتھ محاذ جنگ سے واپس آ رہے تھے۔ رستے میں، میں نے ابوعبداللہ (امام احمد) کو ایک آدمی سے یہ کہتے ہوئے سنا کہ "کاش تم مجھے قرآن پڑھ کر سناتے۔ جب اس نے پڑھنا شروع کیا تو میں نے دیکھا کہ امام احمد کی آنکھیں بار بار آنسوؤں سے ڈبڈبا جاتی تھیں۔"(الخبر عند الخلال: ص ۱۷۸)

احمد الخلال فرماتے ہیں کہ میں نے ابوبکر مروزی کو دیکھا کہ جب کسی ایسے شخص کو دیکھتے جس کی قرات پر سوز اور غمناک ہوتی تو اس سے قرآن پڑھنے کی خواہش کرتے اور اکثر کہتے کہ إِنَّ الْأَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ لَمَجْمُوْعُوْنَ إِلٰى مِيْقٰتِ يَوْمٍ مَّعْلُوْمٍ (سورۃ الواقعہ: ۴۹، ۵۰)" سے پڑھو۔(ایضاً)

یہ امر واضح ہے کہ قراءت میں سوز کا ہونا بھی تو الحان اور آواز کی ایک طرز ہے۔ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ امام احمد اور دیگر سلف کا اس مسئلہ میں سختی اختیار کرنے سے اصل مقصود مطلق لحن اور ترنم سے روکنا نہیں بلکہ اس بلاوجہ کے تکلف سے روکنا ہے، جس کی وجہ سے قراءت اپنی جائز حدود سے تجاوز کر جاتی ہے۔ اور جب ہم یہ تسلیم کرتے ہیں کہ قرآن کو خوش آوازی اور ترنم سے پڑھنے سے آواز میں دانستہ یا نادانستہ موسیقی کے معروف قواعد میں سے کوئی نہ کوئی قاعدہ ضرور پایا جائے گا، تو یہ بھی ماننا پڑے گا کہ کوئی بھی آواز الحان سے خالی نہیں ہوسکتی۔ جب کوئی ماہر قاری دانستہ قواعدِ موسیقی کے تحت تلاوت کرے گا تو غالب یہ ہے کہ اس کی آواز میں مزید حسن پیدا ہوگا اور یہ کوئی قابل حرج بات نہیں ہے، جیسا کہ عطاء کا قول پہلے گزر چکا ہے۔

ابوموسیٰ اشعری کو دیکھئے، وہ نبی سے کہتے ہیں: "اگر مجھے یہ علم ہوتا کہ آپ میری قراءت سن رہے ہیں تو میں اس میں مزید حسن پیدا کرنے کی کوشش کرتا۔" حالانکہ جو آواز نبی نے سنی تھی، وہی اس قدر خوبصورت تھی کہ آپ نے اسے داود کی آواز سے تشبیہ دی۔ یہ تو ان کی آواز کا طبعی اور فطری حسن تھا، پھر انہوں نے (بقیہ صفحہ ۱۶ پر)

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

مولانا سید محمد اکبر شاہ بخاری جام پور

آہ! شیخ الحدیث حضرت مولانا ظفر احمد قاسمؒ

افسوس صد افسوس ہمارے مشفق و مہربان بزرگ شیخ الحدیث حضرت مولانا ظفر احمد قاسم صاحبؒ ۱۲ صفر المظفر ۱۴۴۴ھ بمطابق ۹ ستمبر ۲۰۲۲ء بروز جمعۃ المبارک صبح دار الفناء سے دار البقاء کی طرف رحلت فرما گئے، انا للہ وانا الیہ راجون۔

آپ کی رحلت ملک بھر کے علمی و دینی حلقوں کیلئے نا قابل تلافی نقصان ہے، وہ ایک عظیم محدث و مفسر، محقق و متکلم، مدبر و منتظم اور عارفِ کامل تھے، متواضع، منکسر المزاج تھے، اپنے اخلاق و اوصاف میں اسلاف کی یادگار تھے، اکابر علماء دیوبند کے محبّ و محبوب تھے، وفاق المدارس العربیہ پاکستان کی دستور کمیٹی کے رکن تھے، آپ نے نصف صدی سے زائد دینی علوم کی تدریس و ترویج کے ذریعے بڑی خدمات انجام دیں، آپ نے تقریباً ۷۶ سال کی عمر پائی، آپ کی ۱۹۴۶ء کے لگ بھگ کبیر والا کے قریبی گاؤں میں ولادت ہوئی تھی، آپ نے مکمل تعلیم دار العلوم کبیر والا میں حاصل کی اور ۱۹۶۶ء میں سند الفراغ حاصل کی، آپ کے اساتذہ میں وقت کے کبار علماء و مشائخ شامل ہیں، جن میں دار العلوم کبیر والا کے بانی حضرت مولانا عبد الخالق صاحبؒ، مولانا عبد المجید لدھیانویؒ، مولانا صوفی محمد سرورؒ، مولانا علی محمدؒ، مولانا عبد الحقؒ، مولانا ظہور الحقؒ اور مولانا منظور الحقؒ جیسے اکابر شامل تھے، فراغتِ تعلیم کے بعد اپنے مادرِ علمی دار العلوم کبیر والا میں چھ سال تدریس کی، اسی طرح شورکوٹ میں جامعہ عثمانیہ اور مرکزی عیدگاہ تلمبہ میں بھی آپ نے تدریسی خدمات انجام دیں، اور ۱۹۸۶ء میں آپ نے ٹھینگی وہاڑی میں جامعہ خالد بن ولیدؓ کی بنیاد رکھی، آپ کی محنت و کاوش سے ادارہ نے بڑی تیزی سے ترقی کی، اس وقت ملک کی معروف دینی درسگاہ میں جامعہ خالد بن ولیدؓ کا شمار ہوتا ہے، چند برس قبل احقر نے اپنے شیخ و مربی حضرت شیخ الاسلام مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہم کی معیت میں جامعہ خالد بن ولید ٹھینگی وہاڑی جانا ہوا، جامعہ کی خوبصورت عمارت کو دیکھ کر دلی مسرت ہوئی، اور حیرانی بھی ہوئی کہ جنگل میں منگل کا سماں تھا، جامعہ کے متعدد کمرے، جامع مسجد اور پر شکوہ عمارت دیدنی تھے، جامعہ کا ہر شعبہ مولانا مرحوم کی حسنِ

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

تدبّر کی شہادت دے رہا تھا، الغرض آپ ملک کی علمی و دینی شخصیات میں شمار ہوتے تھے، اور ایک جید عالم دین ہونے کے ساتھ ہر دل عزیز شخصیت کے مالک تھے، ہزاروں تشنگانِ علم آپ کے فیض علمی سے مستفیض ہوئے، حضرت شیخ الاسلام مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ کے ہمراہ جب احقر اُن کے دینی ادارہ جامعہ خالد بن ولید وہاڑی حاضر ہوا تو حضرت مولانا ظفر احمد قاسم رحمہ اللہ کی محبت و شفقت نے احقر کے دل پر جو نقوش چھوڑے وہ آج تک بھی انمٹ ہیں، اُن کی سادگی و تواضع اور للّٰہیت کو دیکھ کر سلف صالحین کی یاد تازہ ہوگئی، مولانا مرحوم کے متعدد بیانات احقر نے سماعت کئے، جامعہ دارالعلوم عیدگاہ کبیر والا میں سالانہ جلسے پر آپ ہر سال تشریف لاتے تھے اور احقر کے مشاہدہ میں ہے کہ آپ حضرت مولانا مفتی عبدالقادر صاحبؒ اور حضرت مولانا ارشاد احمد صاحب مدظلہ سے بڑی گہری عقیدت و محبت فرماتے تھے، اصلاحی تعلق بیعت امام الاولیاء حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمہ اللہ سے تھا ان کے بعد حضرت مولانا عبیداللہ انور رحمہ اللہ سے یہ اصلاحی تعلق قائم رہا، احقر سے کئی مرتبہ فرمایا کہ حضرت لاہوریؒ پر مفصل کتاب مرتب کریں، میں نے عرض کیا کہ حضرت! میری اتنی دسترس نہیں ہے، میں کہاں اور حضرت لاہوریؒ کہاں؟

حضرت مولانا ظفر احمد قاسم صاحب رحمہ اللہ کو احقر سے بڑی محبت رہی، مرحوم فون کرتے رہے اور اپنے ہاں ٹھہرنے کیلئے اصرار فرماتے رہتے تھے، مفتی اعظم حضرت مولانا مفتی محمد شفیع رحمہ اللہ، حضرت مفتی سید عبدالشکور ترمذیؒ اور حضرت شیخ تقی عثمانی مدظلہ سے احقر کی نسبت کو عظیم سعادت فرماتے رہتے تھے، احقر نے متعدد تصانیف ان کی خدمت میں ارسال کیں، بے حد مسرت کا اظہار فرماتے تھے اور اپنے ہاں بلاتے رہتے تھے، ایک مرتبہ جام پور بھی تشریف لائے تو جلسہ میں بھی احقر کا ذکر کیا اور ملاقات میں دعاؤں سے نوازا، آخر میں حضرت شیخ مفتی تقی عثمانی مدظلہ سے اصلاحی تعلق جوڑا، جسے اپنے لیے بڑی سعادت سمجھتے تھے، کئی بار دارالعلوم کراچی گئے، اور ایک سفر کراچی کے بعد دل پر اثر ہوا، چند سال قبل لاہور میں بائی پاس کروایا اور پھر کچھ عرصہ بعد مختلف عوارض میں مبتلا رہے، چند روز پہلے ملتان کے نشتر ہسپتال میں آئی سی یو میں داخل رہے، اور بروز جمعۃ المبارک ۹ ستمبر صبح چھ بجے جان، جان آفریں کے سپرد کردی، انا للہ وانا الیہ راجعون ۔ آپ کی نماز جنازہ ہزاروں عقیدت مندوں نے حضرت مولانا حافظ ناصرالدین خاکوانی مدظلہ کی امامت میں ادا کی تھی اور جامعہ خالد بن ولیدؓ سے متصل قبرستان میں سپرد خاک کئے گئے، علماء و مشائخ نے آپ کی وفات پر گہرے رنج و غم کا اظہار کیا ہے اور علمی و دینی خدمات کو سراہا ہے، حق تعالیٰ شانہ درجات عالیہ نصیب فرمائیں اور لواحقین کو صبر جمیل عطاء فرمائیں، آمین، رحمہ اللہ رحمۃً واسعۃ

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

محمد حذیفہ حیدر

اسبابِ زوالِ امت

فارسی زبان کی مشہور ضرب المثل ہے کہ ’’ہر کمالے را زوالے، ہر زوالے را کمال‘‘ یعنی ہرعروج کو زوال اور ہرزوال کو عروج ہے، اسی فلسفے کے تحت قوموں اور تہذیبوں کا عروج وزوال بھی ایک فطری عمل ہے جس میں ہر دور کے اعتبار سے کئی اسباب وعوامل کارفرما ہوتے ہیں، جن میں سے چند کا ذکر ہم یہاں کرتے ہیں۔

انسانی تاریخ قوموں کے عروج وزوال کی ان گنت مثالوں سے بھری پڑی ہے، مثلاً بنی اسرائیل دنیا کی معزز ومعتبر قوم تھی جس پر انعاماتِ خداوندی کی کثرت سے فراوانی تھی لیکن جب وہ نفس پرستی اور دینی واخلاقی طور پر دیوالیہ پن اور قوانین وحدودِ الٰہی سے بغاوت کی مرتکب ٹھہری تو مفتوح ومغلوب ہوگئی۔ (قرآن کریم نے بنی اسرائیل کی سرگزشت اور دیگر اقوام کے عروج وزوال کا فلسفہ بڑی صراحت سے بیان فرمایا ہے جو آج بھی اقوامِ عالم کیلئے عبرت ہے) بلاشبہ قوموں اور تہذیبوں کا عروج وزوال، ارتقا وانحطاط اور سماجی تغیر وتبدل تاریخ انسانی کے ہر عہد میں مختلف مسلم وغیر مسلم، اہلِ علم ودانش اور فلاسفہ کی بحث کا سنجیدہ موضوع رہا ہے۔

مسلمان مفکرین میں ابن خلدون، امام سخاوی، شکیب ارسلان اور علامہ اقبال نے اس اہم موضوع پر عالمانہ ومجتہدانہ بصیرت کے ساتھ روشنی ڈالی ہے، مصور پاکستان علامہ اقبالؒ بھی قوموں اور تہذیبوں کے زوال کے منکر نہیں ہیں بلکہ وہ زوال کی تعبیر قدرت کے فطری اور اٹل قوانین کی روشنی میں کرتے ہیں اور ان کا عقیدہ ہے کہ اگر قومیں قیادت کے مطلوبہ اوصاف سے متصف ہوں تو انہیں عروج مل سکتا ہے، اقبال تن آسانی اور راحت پسندی کو زوال کا سبب بتاتے ہیں، مزید علامہ اقبال نے قوموں کے عروج زوال کی داستان میں فرد کی سیرت وکردار کی تعمیر کو اولیت دی ہے اور یہ حقیقت واضح کی ہے کہ فرد کے بغیر تعمیرِ معاشرہ کا خواب شرمندہ تعبیر نہیں ہوسکتا، علامہ اقبال کے نزدیک ’’دنیا میں کسی قوم کی اصلاح نہیں ہوسکتی جب تک اس قوم کے افراد اپنی ذاتی اصلاح کی طرف توجہ نہ دیں‘‘

اقبالؒ نے شاعرانہ پیرائے میں اسے کچھ اس طرح بیان کیا ہے:

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

افراد کے ہاتھوں میں ہے اقوام کی تقدیر ہر فرد ہے ملّت کے مقدر کا ستارا

اسلامی جمہوریہ پاکستان کرۂ ارض پر ریاستِ مدینہ کے بعد دوسری اسلامی نظریاتی ریاست ہے جسے مدینہ ثانی بھی کہا جاتا ہے، اس عظیم اور منفرد مملکت کا قیام برِصغیر کی تاریخ میں اہم سنگِ میل کی حیثیت رکھتا ہے، پاکستان دنیا میں احیائے اسلام اور تعلیماتِ قرآن وسنت کی عملی تجربہ گاہ کیلئے حاصل کیا گیا تھا لیکن پاکستان کی حالیہ صورتحال، اِس کو درپیش چیلنجز اور قیامِ پاکستان کے مقاصد سے عملی انحراف کی عکاسی کرتے ہیں، قیامِ پاکستان سے لے کر اب تک ہم صرف معیشت کا رونا رو رہے ہیں، گرچہ معاشی واقتصادی استحکام بھی قومی ترقی کیلئے ناگزیر ہے لیکن اس سے کہیں بڑھ کر ایک اسلامی ریاست کے عروج واقبال کیلئے اس کا نظریہ، تہذیب وثقافت، اقدار وروایات اور تعلیماتِ اسلام کی آبیاری و تحفظ لازمی عنصر ہے جسے ہم نے تقریباً فراموش کر رکھا ہے، بقول قائد اعظمؒ قیامِ پاکستان کا واحد مقصد اسلام کی حفاظت ہے جو پاکستان کے نظریاتی وروحانی وجود کا سرچشمہ ہے۔ اسلام ایک عالمگیر وآفاقی دین ہے جو کائنات میں انسانی حقوق کا سب سے بڑا داعی ہے، قرآنِ کریم اور احادیث مبارکہ میں ہمیں انسانی مساوات و برابری اور انسانی حقوق کے تحفظ کی زبردست تلقین ملتی ہے، اسی طرح اسلام الخلق عیال اللّٰہ (تمام مخلوق اللہ کا کنبہ ہے) کے فلسفہ کے تحت تمام نسلی، لسانی، مذہبی وعلاقی امتیازات کی تردید کرتا ہے یہی اسلام کا حسنِ معاشرت اور اسلامی سماج کا اساسی اصول ہے، جس پر اسوقت عمل درآمد نہیں ہو رہا اور یہی زوال کا سبب ہے، زوال کا ایک اور سبب جسے سوچ کر یہ مضمون تشکیل دیا گیا، وہ ہے نعمت کی ناقدری، موجودہ حالات میں جس قدر نعمت کی ناقدری کی جا رہی ہے وہ کسی سے ڈھکی چھپی نہیں، مثلاً پانی اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے اور اسکا بے جا استعمال اسراف ہے اسی طرح رزق اللہ کی نعمت ہے اور اسکا ضائع کرنا ناقدری ہے جس پر عتاب نازل ہوسکتا ہے۔ گزشتہ دنوں بچوں کا معروف اسلامی رسالہ "بچوں کا اسلام" اسمیں ایک رپورٹ شائع ہوئی کہ سعودی عرب کے جنوبی علاقے کے معمر شخص کا کہنا ہے: "تیل کی دولت سے پہلے ہمارے ملک میں فقروفاقہ تھا" اسوقت صومالیہ دنیا کے امیر ممالک میں شمار ہوتا تھا دیگر لوگوں کی طرح میں بھی صومالیہ کمانے کے لیے گیا۔ وہاں کے لوگ بچا ہوا کھانا کوڑے دان میں ڈال دیتے تھے اور آج حالت یہ ہے کہ وہ بچے ہوئے کھانے کو بھی ترستے ہیں، اسی طرح ہمارے استاد محترم جانشین مفسر قرآن حضرت مولانا فیاض خان سواتی صاحب فرمانے لگے بھائی ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھے ہیں ایسے فقیر جو مدینہ منورہ سے آتے تھے اور لوگ انکی بڑی تکریم کرتے تھے۔ حاصل کلام یہ ہے کہ ہمیں کفرانِ نعمت سے بچنا چاہیے اور اپنے ملک کی ترقی میں جو عوامل رکاوٹ بن رہے ہیں ان سے ملک کو بچانا چاہیے۔

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

گرم جوش تقریریں!

شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن دیوبندیؒ

’’دو چار پھڑکتے ہوئے جملے بلاشبہ عارضی طور پر مجلس کو محظوظ کر سکتے ہیں، مگر میں خیال کرتا ہوں کہ میری قوم اس وقت فصاحت و بلاغت کی بھوکی نہیں ہے اور نہ اس قسم کی عارضی مسرتوں سے اس کے درد کا اصلی درمان ہوسکتا ہے۔ اس کے لیے ضرورت ہے ایک قائم و دائم جوش کی، نہایت صابرانہ ثبات قدم کی، دلیرانہ مگر عاقلانہ طریق عمل کی اور اپنے نفس پر پورا قابو پانے کی۔ غرض ایک پختہ کار بلند خیال اور ذی ہوش محمدی بننے کی۔ میں ہرگز آپ کے لیکچراروں اور فصیح اللسان تقریر کرنے والوں کی تحقیر نہیں کرتا ہوں، کیونکہ میں خوب جانتا ہوں کہ جو چیز سوئے ہوئے دلوں کا دروازہ کھٹکھٹاتی ہے اور زمانہ کی ’’ہوا‘‘ میں اول تموّج پیدا کرتی ہے وہ یہی دعوتِ حق کا غلغلہ ڈالنے والی زبان ہے، ہاں! اس قدر گزارش کرتا ہوں کہ تاوقتیکہ متکلم اور مخاطب کے دل میں سعی جمیلہ کا سچا جذبہ، اس کے اخلاق میں شجاعانہ استقامت و ایثار، اس کے جوارح میں قوتِ عمل، اس کے ارادوں میں پختگی اور چستی نہ ہو، محض گرمجوش تقریریں کسی ایسے کٹھن اور بلند پایہ مقصد میں آپ کو کامیاب نہیں کر سکتیں۔‘‘ (اقتباس از خطبہ صدارت! حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسنؒ بموقع اجلاس تاسیسی مسلم نیشنل یونیورسٹی، علی گڑھ، اکتوبر ۱۹۲۰ء)

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com